بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

BADR - QADIAN

قادیاں ضلع گورداسپور

الیس اللہ بکاف عبدہ ۔ مرزا غلام احمد | Reg. No. L CCXXXLVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سر این صد

مورخہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء مطابق ۲۳ بہادوں ۱۹۶۷

جلد (۹)

بھائیو اگر قادیاں آؤ گے تم | ایڈیٹر محمد صادق عفی عنہ | نور دین مصطفےٰ پاؤ گے تم

کتاب الصیام

یہ ایک رسالہ ہے۔ جو بدر بک ایجنسی میں تالیف کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اس میں مفصلہ ذیل مضمون ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کی کئی ایک جلدیں اپنے پڑھنے اور تقسیم کرنے کے لئے منگوائیں۔ ایک دو جلدیں منگوانے میں نقصان ہوگا۔ قیمت ۱ر معہ محصولڈاک ۱۰ر

فہرست مضامین

(۱) تمہید (۲) وجہ تسمیہ رمضان (۳) روزے رکھنے کا مقصد (۴) دوسرے فوائد (۵) ماہ رمضان کے تقرر کی حکمت (۶) روزہ کب رکھنا چاہیئے۔ (۷) رمضان کیسا مبارک مہینہ ہے۔ (۸) روزہ رکھنے والا کا درجہ (۹) روزہ کے لئے نیت ضروری (۱۰) روزہ کی حالت میں کن باتوں کا لحاظ ضروری ہے (۱۱) روزہ رکھنے کا وقت (۱۲) کن حالتوں میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے (۱۳) روزہ کے نواقض (۱۴) ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا (۱۵) کس وقت روزہ کھولنا چاہیئے۔ (۱۶) روزہ کھولتے وقت کیا کہنا چاہیئے (۱۷) قیام رمضان (۱۸) اعتکاف (۱۹) عید الفطر (۲۰) امام کے متعلق (۲۱) طریق نماز (۲۲) صدقۃ الفطر کیوں مقرر کیا اور کب دینا چاہیئے (۲۳) کس پر ہے؟ اور کتنا۔

شرائط بیعت

دو ہزار چار سو (بار دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مختصر سوانح شرائط بیعت آپ کا مذہب آپ کی تعلیم نہایت جامع مختصر اس میں جمع ہے۔ آپ منگوا کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں تاکہ ان کو ہمارا مذہب معلوم ہو اور خود بھی بطور دستور العمل وتذکرہ اپنے پاس رکھیں۔ ایک روپیہ کے ایک سو چھپیس آٹھ آنہ کے پچاس چار آنے کے بیس اس سے کم فی رسالہ ایک پیسہ۔

درثمین اردو مکمل جدید

حضرت اقدس کے تمام اردو اشعار یوم الاوصال تک ایک کتاب میں جمع کئے گئے ہیں۔ جلد منگوائیں فی جلد ۳ر - ۲ر محصولڈاک میں ڈوکٹ میں وی پی ہو سکتی ہیں۔ ایک کتاب پر بھی ۲ر ہی خرچ ہوتے ہیں۔ مجلد کی قیمت ۵ر

مسلمانو! عربی پڑھو

آپ نے ایک خطبہ نکاح

فرمایا۔ کہ سب سے پہلے جو کلام بچہ کے کان میں ڈالا جاتا ہے۔ وہ بھی عربی ہے۔ پھر چار ماہ چار سال بعد بسم اللہ بھی عربی ہے۔ پھر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسلام کا خلاصہ بھی عربی ہے۔ اذان بھی عربی ہے۔ نماز کے اذکار بھی عربی۔ خطبہ نکاح بھی عربی۔ جنازہ بھی عربی۔ ملاقات کے الفاظ بھی عربی۔ ذبح کی تکبیر بھی عربی۔ الغرض تمام ضروریات دینی و دنیوی میں جاہل سے جاہل مسلمان کو بھی کچھ نہ کچھ عربی بولنی پڑتی ہے جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ جناب الٰہی نے مسلمانوں کو عربی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے عربی کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔

پھر فرمایا کہ نصاب تعلیم ایسا ناقص ہے کہ میرے جیسے انسان کو جسکو کتابوں کا از حد شوق ہے۔ پچھلے زمانے میں اپنی بڑی لڑکی کو پڑھانے کے لئے فارسی کی کوئی ابتدائی کتاب عمدہ نہ ملی۔

کریما پڑھانا شروع کیا تو جب اسمیں آیا ؎

بدہ ساقیا آب آتش لباس

تو میں سخت پریشان ہوا کہ اسکی تشریح کیا کروں آخر وہ ورق پھاڑ دینا پڑا۔ انوار سہیلی اس سے بھی گندہ کتاب ہے۔

آخر میں نے یہی فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہمارے لئے قرآن کی عربی قرآن کی فارسی قرآن کا اردو کافی ہے۔ قرآن کی طرف پوری توجہ کرو (کلام امیر)

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپ کر شائع ہوا

نجات و شفاعت

نجات موقوف ہے اللہ تعالےٰ کی توحید

پر اور اس نبی کے ایمان پر جو اس شخص طالب نجات کے زمانے میں نبی مامور من اللہ ہو۔ مثلاً نوح کی زمانے میں نوح کی اطاعت۔ ابراہیم کے زمانے میں ابراہیم کی اطاعت اور موسےٰ کے زمانے میں موسیٰ کی اطاعت اور اس زمانے میں حضرت نبی کریم علیہ السلام کی اطاعت ضروری ہے۔

(۱) اعمال وہ چیزیں ہیں۔ جنکو انسان کرتا ہے۔ اور ارادہ سے کرتا ہے۔ فضل کا نام اعمال نہیں فضل خدا کی صفت ہے۔ اعمال انسان کی صفت ہے۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یہ سوال کسی عیسائی کے صحبت سے آپکے دل میں آیا ہے۔ یہ میں کسیقدر اختصار سے آپکی خدمت میں پیش تاہوں۔

(۲) نجات فضل سے ہے مگر اس کے فضل کو کھینچے والا ایمان ہے۔ اگر ایمان نہیں تو وہ فضل کو جذب نہیں کر سکتا۔ اور جیسا ایمان ہوتا ہے ویسا ہی انسان کے اعمال ہوتے ہیں ایک اونٹ اگر اسکی مہار پکڑ کر ایک بچہ کوسوں لے جاوے۔ تو چلا جاویگا مگر۔ اگر وہ اسکو کنوئیں میں لے جانا چاہے تو انکار کریگا۔ کیونکہ اسکا ایمان ہے۔ کہ اس میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جیسا ایمان ہوگا۔ اور جتنا ہوگا۔ اُتنا ہی فضل کا جاذب ہوگا۔ نبی کا ایمان اس ایمان کے مناسب خدا کے فضل کا جاذب ہے۔ اور ایک اُمتی کا ایمان اُس کے ایمان کے مطابق جاذب ہوگا۔ باقی جیسے کسیکا اعتقاد ہے ویسا ہی اُس کے عمل ہوتے ہیں۔ امید کہ یہ تحریر کافی ہوگی۔

(۳) تم تو چلتے اور پھرتے ہو۔ نیکی بھی کرتے ہوگے اور ممکن ہے۔ کہ بدی بھی کرتے ہوگے کیا تم سے کوئی مجبوراً نیکی بدی کراتا ہے۔ اور کیا تم پتھر ہو۔ اسپر آپ خود ہی غور کرکے جواب دے سکتے ہو۔

(۴) انبیاء اور شریعت کے آنے کا یہ مطلب ہے کہ لوگ آرام پاویں۔ جسقدر کوئی کسی نبی کی اتباع کرتا ہے اتنا ہی آرام پاتا ہے۔ اور جسقدر دور رہے۔ اسی قدر بے آرام ہوتا ہے۔

(۵) شریعت کا تعلق دنیا اور آخرت دونوں سے ہے۔ ابوذر کی حدیث کا وہی مطلب ہے۔ جو میں نے ایمان کے متعلق عرض کیا ہے کیسا ہی بدکار ہو جب وہ ایماندار ہو۔ اور اپنی بدکاریاں وہ چھوڑ دے

(۶) کفارہ کا خیال میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کوئی عقلمند اسکو پسند کرتا ہو۔ اُسکے معتقد تو انگریز ہیں۔ مگر وہ مسیحی چور کو جیل میں بھیجتے اور زنا کریں تو ان کو آتشک ہوتا ہے ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ مسیح کو جیل میں بھیجا یا مسیح کو آتشک ہوا ہو۔

(۷) مومن زنا اور چوری کرتا ہے۔ کیا یہ آپ کو خیال آسکتا ہے۔ حدیث میں تو ہم نے یہ پڑھا ہے لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن۔ اس کا معنے یہ ہیں۔ کہ مومن زنا نہیں کیا کرتے مومن شراب نہیں پیا کرتے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے خطوط کا بہت محبت سے جواب دیا ہے۔

(۸) ساری شریعت گو لا الٰہ الا اللہ کے معنے ہی بتاتی ہے سوائے اس کے اور کچھ نہیں اسکے یہ معنے ہیں کہ اللہ کے سوائے کوئی ہمارا معبود اور مطاع نہیں پس ساری شریعت عبادت اور اطاعت کا بیان ہے

(۹) شفاعت قرآن کریم میں بالاذن ثابت ہے پس ہر ایک مومن ترساں اور لرزاں ہے کہ میں اُس کے مستحق شفاعت ہوں گا یا نہ ہوں گا۔

(۱۰) یشاء کے معنے اُس نے چاہا۔ علیٰ کل شیٔ قدیر کے معنے سب چیزوں کا اس نے اندازہ کیا۔

(۱۱) امر تو حکم کو کہتے ہیں۔ اور اللہ کے سب حکم حکمت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ علیم و حکیم ہے۔ اسکا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہے۔ یہ ایک جاہلانہ خیال ہے۔ کہ وہ نبیوں کو دوزخ میں اور کفار کو بہشت میں بھرے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو علیم و حکیم نہیں مانتے۔

شفاعت کے مسئلے پر لاہور میں کچھ بگڑ ہوئے ہیں وہ مجھے بہت ناپسند ہیں۔ اللہ تم پر رحم کرے۔

(نورالدین)

کلام امیر

شوق کا ثبوت

ایک شخص نے کہا۔ مجھے دین کا شوق تو بہت ہے۔ اور چاہتا ہوں کہ تبلیغ حق کروں مگر فرصت نہیں۔ سامان نہیں۔ فرمایا شوق ہو تو سامان کا منتظر نہیں رہتا۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

شوق ہر رنگ رقیب سر و ساماں نکلا

قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا

مکہ ناف زمین ہے

فرمایا۔ مکہ نافِ زمین ہے۔ اسپر آجکل کے لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ زمین گول ہے پھر ناف ہونے میں مکہ کی خصوصیت کیسی۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ یہ ایک تمثیل ہے۔ جیسے ظلمات میں ناف سے جنین کو غذا پہنچتی ہے۔ اسی طرح مکہ ام القریٰ ہے۔ اور اس کے ذریعے تمام عالم کو روحانی غذا پہنچیگی یہ معنی تھے۔ اس کے مگر ان نادانوں نے نہ سمجھے اور اعتراض کیا۔

قل اللہ کے کیا معنے ہیں

فرمایا۔ قل اللہ ثم ذرھم کے یہ معنے نہیں۔ کہ اللہ اللہ کرتے رہو۔ کیونکہ محض اللہ۔ اللہ ذکر ہماری شریعت اسلامی میں ثابت نہیں۔ بلکہ یہ تو جواب ہے۔ من انزل اللہ کا یہ کتاب کس نے اتاری تو کہ اللہ نے

یاایہا المدثر

یاایہا المدثر پڑھکر فرمایا۔ کہ جس لباس سے آدمی شرم گاہ ڈہانکے اسے شعار کہتے ہیں اور جو ایک لباس پر دوسرا لباس ہو جیسے کرتی پر صدری کوٹ کلاہ پر پگڑی اسے دثار کہتے ہیں۔ اور یہ عقل و بلوغ کی علامت ہے۔ اس لئے فرماتا ہے۔ کہ اے عاقل بالغ جس کو یہ فہم ہوگیا کہ شعار پر دثار پہننے لگ گیا۔ اٹھ اور ہوشیار ہو جا (چنانچہ نبی کریم خلفاء راشدین خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے) اور انذار کر۔ دنیا میں کئی انجمنیں بنتی ہیں مختلف قسم کے لوگوں کو جوش اٹھتا ہے مگر ان کے کام کا حلقہ مخصوص ہوتا ہے۔ خدا نے فانذر کا مفعول نہیں ذکر کیا گویا ارشاد فرمایا کہ بس جو ہے اور جہاں تک پہنچ سکے انذار کر۔ اور لوگ تو اپنے اپنے مطلب کی کہتے ہیں۔ تم اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اس کے ساتھ اپنی اصلاح کا خیال رکھو۔ ثیابک فطہر سے یہ مراد ہے کہ اپنے دل کو مطہر رکھو۔ اور دنیا کے تمام گندوں سے خواہ وہ عقاید کے ہیں اور خواہ اعمال کے ان سے بچتا رہ والسلام۔

اعلان بہ سبب بعض وجوہات جن کا ذکر پھر کیا جاوے گا۔ ماہ صیام میں اخبار بند رہے گا۔ اور اس پرچے کے بعد اگلا پرچہ انشاء اللہ تعالےٰ ۹ ر شوال کو نکلے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک خط اور اسکا جواب

سوال تسلیم۔ بندہ کو بموجب ناجائز تعلیم والدین کے علم توحید سے لاعلمی ہے۔ جیسے اسلام مشرف ہے۔ چنانچہ ہم اپنے اوتار (یعنے شہدا۔ صالحین۔ صدیقین و نبیین) کو زندہ۔ قائم۔ پاک۔ بزرگ۔ رحیم اور کریم جانتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ اے حی و قیوم جو موت اور فنا سے پاک ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ کہ خدا کی ذات اور صفات کے ساتھ کسی مخلوقات کو ساتھ کرنا یہ بھی شرک عظیم ہے۔

میرے خیال میں جب کہ موت اور فنا ہر چیز کے لئے ضروری ہے۔ تو پھر سب مخلوقات کی ذات و صفات بعد موت اور فنا کے جو خالق کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔ یہ سب نیست و نابود ہو جاوینگی موت اور فنا میں کیا فرق ہے۔ حضرت محمد صاحب کیا خدا کے نور سے ہیں۔ اور کل اوتار انہیں کا ظہور ہے۔ اشرف المخلوقات۔ اشرف انبیاء اور سردار حضرت آدم کی اولاد کے ہیں۔ یہ سب باتیں جو زیر قلم ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح خود دست مبارک سے تسلی فرماویں تاکہ بندہ اپنے آپ کو دائرہ اسلام میں لاکر حضرت صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کریگا اور حضرت صاحب کے مال و جان کو دعا دیتا رہیگا اور ہم نے پر بیشر کی طاقتوں کو حصہ رسدی منقسم کر چھوڑا ہے۔ اسواسطے میرا دل اب غیر اللہ پرستش سے بیزار ہے۔ اور حق کا خواستگار ہوں۔ اور میں اسوقت اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا امید آپ معاف فرماویں گے۔ (آپکا نیازمند۔ گمراہ اور طالب حق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جواب الاسلام نام ہے۔ اللہ تعالےٰ کی سچی فرمانبرداری کا جو دل سے ہو زبان سے ہو اعضاء سے ہو اس مضمون کو اس کلمہ میں ادا کیا گیا ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ میں بدل گواہی دیتا ہوں کہ کوئی بھی اللہ تعالےٰ کے سوا ایسا نہیں جو ذاتی کمالات رکھتا ہے۔ سب کے سب اپنے تمام کمالات میں اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں۔ پھر جو وقت انپر گذرتا ہے۔ اسوقت تک اپنے کمالات محدود ہیں۔ اسوقت سے آگے سب کے سب اپنے جدید ترقیات میں اس ذات پاک کے محتاج ہیں۔ جس کا نام اللہ ہے۔ اور کوئی موجودات میں اس پاک ذات کے سوا عبادت کے لائق نہیں۔

اوتار ہندی لفظ ہے۔ میں اس کے حقیقی معنے نہیں جانتا اللہ تعالےٰ کے تمام بندے جو ہدایت کے لئے دنیا میں تشریف لائے وہ سب قابل قدر اور قابل ادب ہیں مگر وہ اپنی کسی بڑائی میں ایسے نہ تھے۔ کہ خدا کے شریک ہو سکیں نہ کسی الٰہی صفت میں اور نہ الٰہی عبادت میں دنیا میں کوئی نہیں آیا۔ جسکو ہم سجدہ کریں یا اس سے ہم دعائیں مانگیں یا اس کے نام قربانی کریں۔ موت کیا ہے روح کا جسم سے جدا ہونا موت ہے۔ ایک جسم ہمارا تھا جب ہم بچہ تھے وہ گیا تو اور جوانی کا جسم ملا وہ فنا ہوا تو بڑھاپے کا جسم ملا وہ فنا ہوگا۔ تو اور ذرائع ترقی کے عطا ہونگے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے ماسوا سبکو موت کا سامنا ہے صرف اللہ تعالےٰ کی ذات پاک حی و قیوم اور غیر فانی ہے۔ کیونکہ اس کے کمالات اصلی اور ذاتی ہیں اور خانہ زاد ہیں۔ باقی کاملین کے کمالات اس کی عطا اور داد ہے۔ موت اور فنا قریباً مترادف ہیں۔ اگر آپ پوری غور کریں تو ہر آن میں ہر ایک چیز پر فنا ہے کیا ہمارے وہ اجزا ماں کے پیٹ میں تھے۔ اب ہیں؟ ہرگز نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس کلمہ کے اخیر یہ جملہ کیا دلربا ہے۔ اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔ حضرت نبی کریم اللہ تعالےٰ کے جزو نہیں۔ بلکہ آپ بندے ہیں اس کے۔ لوگوں نے اپنے اپنے ہادیوں کو آخر معبود بنایا اس لئے اللہ تعالےٰ نے الاسلام میں یہ جملہ بڑھایا۔ کہ مسلمان کبھی شرک نہ کریں۔ کیونکہ ان کا رسول عبودیت سے آگے نہیں بڑھا۔ ہمیشہ اپنے کمالات و ترقیات میں اللہ تعالےٰ کا محتاج ہے۔ اور محتاج رہیگا۔ جناب الٰہی نے جو ارشاد اس کو دے۔ اسکا پہنچانے والا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کا رسول ہے۔ اس کو عبدہ حرام و کفر و شرک ہے اس سے دعا مانگنا شرک ہے۔ اور اس میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ کہ جسطرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم اور اپنے ملک سے شرک و بت پرستی کا نام و نشان اوڑا دیا اور تمام مخلوق میں بلند مکانوں پر چڑھ چڑھ کر اسکی است اللہ تعالےٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ کسی نبی اور کسی اوتار نے ایسی خدمت توحید الٰہی کی نہیں کی۔ اس لئے آپ کو اگر سید اولاد آدم اور فخر بنی آدم کہا جاوے تو بالکل حق اور بجا ہے۔ آپ غور کریں۔ ہر نماز کے وقت گویا پانچ بار ہر روز اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ کسقدر زور شور سے مسلمان پکار پکار کر اللہ تعالےٰ کی بڑائی کرتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اکبر کے آگے کیا لفظ ہے۔ جسکو انسان جناب الٰہی کے لئے کہے۔

یہ قرآن کریم میں نہیں لکھا۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی ذات یا اسکی صفات کے جزو ہیں اور اللہ تعالےٰ کے نور سے ایک ٹکڑا محمد صلے اللہ علیہ وسلم بن گیا۔ ایسا خیال شرک ہے۔ قرآن کریم میں اس کو رد کیا گیا ہے جہاں فرمایا کہ لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے عباد اور بندوں کو اللہ تعالےٰ کا جزو بنایا ہے۔ یہ بڑا کفر ہے۔ اور کھلا کفر ہے۔ جعلوا لہ من عبادہ جزءًا ان الانسان لکفور مبین۔ ہاں کل نورانی بندے اس کے نور سے ہوتے ہیں۔ کیا معنے اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہیں۔ مگر یہ لفظ قرآن کریم میں نہیں۔ غالباً میں نے خط کا جواب دیدیا ہے۔ (نورالدین)

مولوی محمد اعظم شملہ میں گذشتہ سال انہی ایام میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے لکچروں کے جواب میں بعض غیر احمدی مسلمانان شملہ نے مولوی محمد اعظم کو لکچر دینے کے لئے بلایا تھا جس کے ضمن میں جماعت احمدیہ کی ان سے بحث چھڑ گئی تھی۔ اور اس کا نتیجہ بالآخر یہ ہوا تھا۔ کہ گو انہوں نے اپنے زعم میں لوگوں کے دلوں سے اس نیک اثر کو دور کرنے کی کوشش کی جو خواجہ صاحب کے لکچروں سے ان کے دلوں پر پیدا ہوا تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ان کو اس سے نامراد رکھا اور چار نئے اصحاب سلسلہ احمدیہ میں داخل کر دئے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب کو کچھ چندہ ضرور ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس سال پھر وہ کئی دنوں سے آئے ہوئے ہیں

مگر جہاں تک ہمیں علم ہے۔ وہ بلا بلائے آئے ہیں۔ بابو عبدالقادر سٹور کیپر نے انہیں اپنے مکان پر ٹھہرایا ہے اور وہ ان سے ادھر ادھر وعظ کراتے پھرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کے لئے چندہ بھی فراہم کرتے ہیں۔ لوگوں کے اسرار سے اللہ تعالے ہی واقف ہے۔ مگر حضرت امام علیہ السلام کے خلاف وعظ کر کے چندہ جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے مولویوں نے حضرت صاحب کی مخالفت کو ذریعہ روزگار سمجھ لیا ہے۔ اور اس طرح اپنے ایمان کو چند پیسوں کے لئے بیچ دیا ہے۔ دنیاوی طور پر انہیں حضرت صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کیونکہ آخر آپ کے دعوے مسیحیت نے ان کو بھی ایک نفع پہنچایا ہے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ حق کی مخالفت اچھی نہیں ہوتی اور نہ بے ایمانی کی کمائی کوئی حقیقی راحت مہیا کر سکتی ہے۔ بے ایمانی سے دین و دنیا دونو ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور انجام کا پچھتانا پڑتا ہے۔

مولوی محمد عظیم نے اس دفعہ کوئی پبلک لکچر نہیں دیا نہ اشتہار شایع کئے اور نہ پبلک کو مدعو کیا۔ انہوں نے ایک دو آدمیوں سے کہا ہے۔ کہ میں مرزائیوں سے بحث کرنے کے لئے طیار ہوں مگر یہ ان کی بزدلی ہے۔ کہ انہوں نے پبلک اشتہار نہیں دیا۔ اور مسجدوں کے اندر چھپکر وعظ کرتے ہیں۔ اور یہ بزدلی ثابت کرتی ہے کہ انہیں اپنی علمی پردہ دری کا خوف ہے۔ ہم خواہ مخواہ دخل دینا نہیں چاہتے۔ اور چونکہ ہمیں فساد کرنا منظور نہیں۔ اس لئے ہم بغیر بلائے اور جب تک وہ اشتہار عام نہ دیں۔ ان کے وعظ میں شریک ہونا پسند نہیں کرتے ہم اسلامی تعلیم کو مدنظر رکھکر پہل کرنا مناسب نہیں سمجھتے البتہ اگر انہوں نے عامہ لیکچر میں حضرت امام علیہ السلام کے خلاف کچھ کہا۔ تو ہم دفیعہ کے طور پر اس کے جواب دینے کو اپنا فرض سمجھیں گے اور یہ ان کو کہدیا گیا ہے۔ کہ بحث تحریری ہوگی۔ اور اس کی شکل مختصراً یہ ہوگی۔ کہ جانبین حیات اور وفات مسیح کے دلائل لکھکر لائیں۔ اور عام جلسہ میں پڑھکر سنا دیں۔ وہ تحریریں پریزیڈنٹ کی تصدیق کے بعد مخالفین کو دی جائیں اور وہ تردید لکھکر لائیں اور عام جلسہ میں سنا دیں۔ بعد ازاں یہ تحریرات چھپوا کر شائع کرا دی جائیں۔ اس کا جواب مولوی صاحب اور ان کے معاونین نے اب تک کچھ نہیں دیا۔ (برکت علی)

شملہ میں جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا لکچر

ڈاکٹر صاحب موصوف چند روز کے لئے اس سال ایام تعطیلات میں شملہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ وہ ایک اعلے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور اس لئے قلیل الفرصت ہیں۔ مگر تاہم انہوں نے محض دین کی خاطر ایک حصہ وقت کا قربان کیا اور انجمن احمدیہ شملہ کی استدعا پر اتوار مورخہ ۱۴ اگست کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح اور کارہائے نمایاں پر ٹون ہال میں ایک وسیع لکچر دیا۔ لکچر مذکور قریباً سوا دو گھنٹہ میں ختم ہوا جس میں ڈاکٹر صاحب نے مختلف پہلوؤں پر بحث کر کے حضور سرور کائنات علیہ الصلوات والسلام کی صداقت کو ثابت کیا اگر اللہ تعالے نے توفیق دی تو اس لکچر کا اختصار بعد میں بھیجا جائیگا۔ سردست اس کے متعلق دیگر لوکل حالات عرض کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا۔ کہ کسطرح بعض ناعاقبت اندیش ہم سے بغض رکھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے باہمی اتفاق اور اتحاد میں مزاحمت کرتے ہیں۔

انجمن کی درخواست پر جناب میر محمد خالد صاحب بی اے۔ ایل ایل بی نے صدر جلسہ ہونا منظور فرمایا اور مولوی عبدالغفور صاحب متولی جامع مسجد سے اجازت لے دی کہ لکچر جامع مسجد ہال میں ہو جائے جب اشتہار چھپ کر تقسیم ہو چکے۔ تو بعض لوگوں نے بسرپرستی بابو عبدالقادر شور مچا دیا اور متولی صاحب کو مجبور کیا کہ اجازت منسوخ کر دیں۔ چنانچہ مولوی عبدالغفور صاحب نے مسجد کے دروازہ پر ایک نوٹس لکھکر لگا دیا۔ کہ میں پہلی اجازت کو منسوخ کرتا ہوں۔ میر محمد خالد صاحب اتفاقاً کسی کام کے لئے گنڈہ گھاٹ تشریف لے گئے تھے۔ اس لئے ناچار ٹون ہال کی کوشش کی گئی۔ مگر ٹون ہال رکا ہوا تھا۔ اور ایک بائسکوپ والے انگریز نے کئی دن کے لئے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ آخر اس سے دریافت کیا۔ تو اس نے بڑی خوشی سے کہا۔ کہ مجھے وہاں لکچر ہو جانے میں کوئی اعتراض نہیں۔ اور نہ میں کوئی کرایہ طلب کرتا ہوں۔ مگر اسسٹنٹ سکرٹری کمیٹی سے اجازت لے لینی مناسب ہے۔ ہم نے اسسٹنٹ سکرٹری صاحب سے جا کر پوچھا تو انہوں نے بڑی مہربانی سے ہمیں لکچر کی اجازت دی اور فرمایا۔ کہ ہم تم سے کوئی کرایہ نہیں لیں گے۔ سبحان اللہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ انگریزوں کے پاس حکومت کیوں ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو حکومت کے لائق یہی قوم ہے۔ ایک طرف غیر احمدی مسلمانوں کا ہم سے یہ سلوک کہ باوجودیکہ مسجد کے متصل ایک ہال اس غرض کے لئے بنایا ہے۔ کہ عام مسلمانوں کے لکچر اور جلسے اس میں ہوا کریں ہم کو وہاں لکچر کی اجازت نہ دی۔ اور دوسری طرف حاکم قوم کا سلوک کہ انہوں نے بڑی خوشی سے ٹون ہال کی اجازت دیدی۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالے انگریزی حکومت کو مدت تک ہمارے سر پر قائم رکھے اور دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے کیونکہ اس حکومت میں جان۔ مال اور عزت کی اعلے درجہ کی حفاظت ہے اور وہ داد پسندی ہے جسکی ہمیں ہم قوم مسلمان بھائیوں سے بھی توقع نہیں۔

بابو عبدالقادر سٹور کیپر نے علاوہ جامع مسجد میں لکچر بند کرانے کے یہ بھی کوشش کی کہ ٹون ہال میں ہمیں کامیابی نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت میں مولوی محمد عظیم کا وعظ مقرر کر دیا۔ تمام مسجدوں میں اعلان کر دیا کہ کوئی احمدیوں کے لکچر میں نہ جائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کوشش کی کہ عین وقت پر کھڑے ہو کر لوگوں کو ٹون ہال کی طرف جانے سے روکا۔ مگر اللہ تعالے جسے نصرت دے۔ اسے کون نیچا دکھا سکتا ہے ہم نے علاوہ نوٹس جاری کرنے کے منادی کرا دی کہ لکچر بجائے مسجد کے ٹون ہال میں ہوگا۔ چنانچہ باوجود مخالفین کی مزاحمت کے لوگ اس کثرت سے آئے۔ کہ ٹون ہال بھر گیا اور بہت سے لوگوں کو برآمدہ میں جگہ ملی ہندو صاحبان بڑی کثرت سے آئے اور چند عیسائی صاحبان بھی تشریف لائے اس طرح اللہ تعالے نے مخالفین کی کوششوں کو نامراد رکھا۔ الحمد للہ کہ لکچر نہایت کامیابی سے انجام پذیر ہوا۔ اور عام مسلمانوں کے علاوہ ہندو صاحبان نے بڑے تحمل اور صبر سے شروع سے اخیر تک اسکو سنا لکچرار صاحب کا مدعا تھا۔ کہ عام ناواقف مسلمانوں کو اور غیر اقوام کے لوگوں کو حضور سرور کائنات اور فخر موجودات علیہ الصلوات والسلام کے حالات سے گونہ آگاہی ہو۔ تا وہ آیندہ بیہودہ اعتراضات سے بچیں۔ جو عموماً جہالت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور ان کے دلوں سے

تعصب اور بے گانگی دور ہو - اور یہ دعا نہایت عمدگی سے پورا ہوا اور ہم امید کرتے ہیں - کہ بہت سے لوگ دین اسلام کے متعلق نئے اور ہمدردانہ خیالات لیکر اٹھے - خدا کرے ایسا ہی ہو - آمین -

(برکت علی از شملہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مریم صفت شہزادی اَلَنقُوا

یسوع مسیح کا بے باپ پیدا ہونا اس کے خدائی کی دلیل نہیں ہو سکتی - حضرت آدم و حوا - علیہما السلام اور حسب نامہ عبرانیاں ۷ باب ۳ ملک صدق سالم کا بے باپ وماں کے پیدا ہونے کے علاوہ ذیل میں اپنے دعوے پر ہم ایک معتبر تاریخی شہادت پیش کرتے ہیں - کہ کس طرح ملک الوس کی ایک شہزادی جو پاک دامنی میں مریم و بلقیس سے کم نہ تھی - بغیر مرد کے محض نور الٰہی سے نہ صرف ایک بلکہ تین (۳) لڑکوں کی والدہ ہوتی ہے -

یسوع کی پیدائیش کے بعد کنواری مریم - یوسف نجار کی جائز بیوی ہو گئیں تھیں - مگر شہزادی النقوا کے زندگی تمام میں کوئی شخص بھی اس کا شوہر نہو سکا -

اگر مریم صدیقہ کو روح الٰہی سے ایک بیٹا یسوع اور یوسف نجار سے چار بیٹے یہودا - یعقوب شمعون - یوزس - پیدا ہوئے ہیں - تو شہزادی النقوا کے تینوں بیٹے بوقون - یوسقی - بوزنجر قاآن کی پیدائیش محض نور خداوندی سے ہوئی ہے جنکو انکی قوم نے نیرون (یعنے پدیدہ آمدہ از نور) کے مقدس لقب سے پکارا ہے -

اگر کسی عورت کا بے شوہر حاملہ ہونا اور کسی لڑکے کا بے باپ پیدا ہونا (بزعم عیسائی صاحبان) ان کے خدائی کی دلیل ہو سکتی ہے - تو مریم و یسوع سے بڑھ کر شہزادی اَلنقوا اور اوس کے تینوں بیٹے الوہیت کے مستحق تر ہیں - رسالہ مخزن (بابت ماہ مئی) میں ایک مضمون بعنوان مغل شایع ہوا ہے - مضمون نگار صاحب امریکن مورخ مسٹر موٹون کی تصنیف "ہندوستان کے سلاطین مغلیہ" سے اقتباس کرتے ہوئے شہزادی اَلنقوا کے ذیل کے حالات تحریر فرماتے ہیں -

النقوا جو چنگیز خاں اور تیمور دونوں کی مورثہ اعلیٰ تھی اسکا جائز طور پر حاملہ ہونا تیمور کے دربار کا ایک مذہبی عقیدہ تھا - دنیا کے بہت سے عجیب اقعات روایت کے سلسلہ میں منسلک ہو کر تاریخی اجزا بن گئے ہیں - زمانہ حال کے مورخین جو فلسفانہ نقطہ خیال سے دقیقہ سنجی کرتے ہیں - اس قسم کی روایتوں کو یا تو نظر انداز کر جاتے ہیں - یا تمسخر سے مزخرفات سمجھکر انکا بطلان کر بیٹھتے ہیں - مگر بعض مواقع پر واقعہ نگار کا فرض ادا کرنا ہی پڑتا ہے -

اَلنقوا کا حاملہ ہونا بھی اس قسم کی ایک روایت ہے جس کو قریب قریب ہر مورخ نے بڑے وثوق سے بیان کیا ہے - ظفرنامہ کے دیباچہ میں یہ قصہ درج ہے - کہ ایک روز ایک روشن نور اس کے ذہن میں ظاہر ہوا - اور جس طرح مریم بنت عمران روح الامین کے سانس کے ذریعہ حاملہ ہوئی تھیں - اس کے بھی حمل کے آثار معلوم ہوئے - اس طور پر بزانجہ خاں جو اپنے ماں کے بطن سے بغیر کسی باپ کے پیدا ہوا تھا - دنیائے مغل کا دوسرا مسیح ٹھیرا!!

علامہ ابوالفضل اکبرنامہ میں لکھتے ہیں - النقوا دختر جوبینہ بہادر است از قوم قیات از نسل برلاس چوں بحد کمال رسید اورا بہ ذوبوت کہ فرماں فرمائے مغلستان ولپسر عم او بود پیوند کردند ازانجا کہ او ہمسر نہ بود ملک نیتی نشناخت - حضرت النقوا کہ آسائیش عالم معنی بود آرائیش ملک دینی نیز گشت وبضرورت بظاہر امور پرداختہ بسروری وسر آرائی الوس خود متوجہ شد شبے آں نور پروردہ الٰہی بر بستر استراحت پہلو نہادہ چار بالش استراحت تکیہ زدہ بود کہ ناگاہ نورے بشگرف در خرگاہ پرتو انداخت وآں نور در کام ودہان آں سرچشمہ عرفان وحضور در آمد وآں عفت جناب بر منوال حضرت مریم بنت عمران از نور آگہستن شد و ازاں سہ فرزند گرامی سعادت ولادت یافت - واولاد ایں گرامی نژاد ان را نیرون گویند یعنے پدید آمدہ از نور - فقط

(میر فضل علی احمدی حیدر آباد دکن)

جنازہ غیب پڑھا جاوے: (۱) اہلیہ سید دلیر علی سونگڑہ ضلع کٹک کا دعا کی جاوے: عبد الماجد پسر محمد موسیٰ صاحب لاہور آنکھوں کے دکھنے سے بہت بیمار ہے - (۲) میاں محمد حسین مدراس میں بیمار ہیں

ایڈورڈ میموریل فنڈ

ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر دنیا کے ہر حصہ میں بادشاہ کی وفادار رعایا کے دلوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے - کہ ہر جگہ آپ کی یادگاریں قائم کیجاویں - ہندوستان کے بھی ہر صوبہ میں یہ تحریک ہو چکی ہے ہمارے بیدار مغز لفٹننٹ گورنر سر لوئیس ڈین نے اعلیٰ حکام گورنمنٹ و معززین و سائی وجاگیرداران اور والیان ریاستہائے اور عام رعایا کے وکلائے کے ایک عظیم الشان جلسہ میں جو ۱۸ جولائی کو لاہور میں ہوا - یہ فیصلہ کیا ہے کہ ملک معظم کے صوبہ پنجاب کی رعایا اس یادگار کو مریضوں کے ساتھ ہمدردی کے رنگ میں جسمیں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہمیشہ دلچسپی لیتے تھے قائم کرے اور اس غرض کی لئے لاہور میں میڈیکل کالج کی اور مردانہ اور زنانہ ہسپتال کی توسیع کیجاوے اور اس کے لئے چودہ لاکھ روپیہ چندہ کے جمع کرنے کا اعلان کیا ہے - چنانچہ اسوقت ہر ایک ضلع میں یہ تحریک ہو رہی ہے اور گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہر جگہ حسب مقدرت اس تحریک میں شمولیت کو اپنا فخر سمجھتی ہے - سلسلہ احمدیہ کے افراد اس گورنمنٹ کے نیچے رکھا جا یکو اللہ تعالےٰ کے خاص احسانات میں سے سمجھتے ہیں - اور ان کے مقدس امام نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی شکر گذاری کو بحکم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اپنا فخر سمجھا ہے چنانچہ اسی شکر گذاری کے رنگ میں ہی ٹرانسوال کے جنگ کے مجروحین کے لئے اس سلسلہ سے اسوقت جبکہ ابھی یہ بہت کمزور حالت میں تھا پانچ سو روپیہ چندہ بھیجا گیا تھا - اب اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود کے خلیفہ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے اس چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ میں جماعت کی شمولیت کو ضروری سمجھا ہے - اور خود بھی ایک رقم دینے کا وعدہ فرمایا ہے - مگر آپ نے ضروری سمجھا ہے - اور مجلس معتمدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ چندہ کل ایک جگہ جمع ہو - چنانچہ ذیل کا رزولیوشن انجمن کے گذشتہ اجلاس میں پاس ہوا ہے - جسکی طرف (اور یہ تیسری تحریک ہی) میں جملہ احباب کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں - مجلس کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں جسقدر احباب داخل ہیں - وہ سب کے سب حسب استطاعت

اس چندہ میں شامل ہوں جو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار میں کیا جا رہا ہے۔ اور جسکی تحریک ہندوستان کے ہر صوبہ میں ہو چکی ہے۔ مگر ساتھ ہی مجلس معتمدین اس ضرورت کو بھی محسوس کرتی ہے کہ جماعت کا چندہ ایک جگہ یعنی قادیاں میں جمع ہو۔ اور چونکہ اس یادگار کی اصل منشا یہ ہے۔ کہ ان نیک کاموں کو جن میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خاص طور پر دلچسپی لیتے تھے جیسے غربا اور بیماروں کی ہمدردی یا رفاہ عام کے نیک کام - انہیں مستقل طور پر کسی نہ کسی رنگ میں ہر صوبہ میں قائم کیا جائے تاکہ یہ ان کی نیکیوں کی یادگار ہمیشہ کے لئے دنیا میں قائم رہے اور چونکہ ہمارے صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ نے بیماروں کے ساتھ ہمدردی کے کام کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار کا بہترین کام قرار دیکر میڈیکل کالج لاہور اور مردانہ و زنانہ ہسپتال کی توسیع کے رنگ میں اس یادگار کو قائم کرنیکا فیصلہ کیا ہے - لہذا اس خیال کو مدنظر رکھکر مجلس نے یہ ضروری سمجھا ہے۔ کہ علاوہ اس بڑی یادگار میں شامل ہونیکے مقام قادیاں میں جو سلسلہ احمدیہ کا مرکزی مقام ہے۔ شہنشاہ کی اس یادگار کو علیحدہ بھی خاص طور پر قائم کیا جاوے - اور اس غرض کیلئے جیسا کہ نہ صرف اس مقام کی بلکہ گرد و نواح کی بھی ضروریات اس امر کی متقضی ہیں۔ ایک شفاخانہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے نام پر قائم کیا جاوے اور اس طرح پر بیماروں اور خصوصاً ان بیماروں کے ساتھ جو غریب ہیں۔ جیسا کہ دیہات کے اکثر لوگ ہوتے ہیں۔ عملی طور پر ہمدردی دکھائی جاوے لہذا مجلس اس بات کا اعلان ضروری سمجھتی ہے۔ کہ جہاں جہاں احمدیہ انجمنیں ہیں۔ وہ سب اس چندہ کیلئے تحریک کریں اور حسب استطاعت سب ممبروں کو اس میں شامل ہونیکی ترغیب دیں۔ اور جہاں انجمنیں نہیں وہاں کے سرکردہ احباب اسی قسم کی تحریکیں کریں۔ اور جہانتک جلدی ممکن ہو اس کام کو شروع کریں۔ اس رقم کی جو اس جمع شدہ روپیہ میں سے پروونشل فنڈ میں بھیجی جاویگی۔ اسوقت تک کوئی تعیین نہیں کی جاسکتی جبتک کہ اس کا معتد بہ حصہ جمع نہ ہو جاوے۔ نیز سلسلہ احمدیہ کے جو ممبر اس یادگار کا چندہ اس اعلان سے پہلے اپنے اپنے مقامات کے مقامی جلسوں میں دے چکے ہیں وہ سب بھی اپنے اسمائے گرامی اور رقم چندہ سے جو وہ دے چکے ہیں اطلاع دیں۔ تا مکمل فہرست میموریل فنڈ میں چندہ دینے والوں کی شائع کی جاوے ۔

نیز فیصلہ ہوا کہ اس رزولیوشن کی ایک نقل بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور اور ایک نقل بخدمت نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھی بھیجی جاوے اور اس کا اعلان عام طور پر بذریعہ اخبارات بھی کیا جاوے

اس تحریک کے مجلس میں پیش ہونے سے پہلے احتیاطاً بذریعہ سرکلر لیٹر سب انجمنوں کو یہ اطلاع بھیجدی گئی تھی۔ کہ مجلس میں ایسی تحریک پیش ہونیوالی ہے تاکہ سب احباب کو اطلاع ہو جاوے کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع ہو کر پھر مناسب طور پر پیش کیا جاویگا۔ یہ سنکر مجھے خوشی ہوئی ہے۔ کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام نے بھی اس تجویز کو کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر سلسلہ کی طرف سے پیش کیا جاوے پسند کیا ہے۔ چنانچہ میر حامد شاہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے اس سرکلر چٹھی کے پیش ہونے پر جسکا ذکر میں نے ابھی اوپر کیا ہے یہ ہدایت سکرٹری ایڈورڈ میموریل فنڈ کمیٹی کو کی کہ جسقدر چندہ احمدیوں کا اس فنڈ میں لکھایا گیا ہے۔ وہ سب رقم سلسلہ احمدیہ کے چندہ میں جمع ہونیکے لئے دیدی جاوے امید ہے کہ دیگر حکام اس تجویز کو پسند فرماوینگے۔ مگر میں اس تحریک میں ایک اور امر کی طرف احباب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جس کا ذکر مذکورہ رزولیوشن مجلس معتمدین میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مجلس معتمدین صرف اسی بات کو کافی نہیں سمجھتی کہ پروونشل فنڈ میں چندہ پیش کرے۔ بلکہ سلسلہ کے مرکزی مقام میں وہ ایک علیحدہ یادگار بھی اپنی وسعت کے مطابق قائم کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ قادیاں اسوقت ایسا مقام ہے۔ جہاں دنیا کے دور دور کے کونوں سے لوگ آتے ہیں۔ بلکہ انگلستان اور امریکہ اسٹریلیا وغیرہ سے بھی لوگ آتے ہیں۔ گرد و نواح کے دیہات میں کئی کئی میل تک اب قادیاں کو وہ گاؤں نہیں سمجھا جاتا جو پہلے تھا۔ بلکہ بہت سی اپنی ضروریات کے لئے لوگ اسی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہائی سکول جسمیں تین سو تک تعداد طلبا پہنچی ہوئی ہے۔ ایک دینی مدرسہ کئی اخباریں رسالے کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ ان سب امور نے اس قصبہ کو اب ایک خاص وقعت دیدی ہے۔ اور چونکہ پہلے یہ ایک معمولی سا گاؤں تھا۔ جسمیں نہ صرف کوئی شفاخانہ ہی نہ تھا۔ بلکہ کوئی چھوٹا موٹا طبیب بھی نہ تھا۔ اب ان تمام وجوہات مذکورہ بالا کے لحاظ سے اسجگہ ایک شفاخانہ کا قائم کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اور گو اسوقت ایک معمولی سی ڈسپنسری ہے جو ابتدا سکول کے طالب علموں کی خاطر کھولی گئی تھی مگر ان تمام ضروریات کے لئے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ ڈسپنسری اب کچھ کام نہیں دیسکتی اور وسیع پیمانہ پر شفاخانہ کا ہونا اب ازحد ضروری ہو گیا ہے۔ اس لئے مجلس معتمدین نے اس ضرورت کو محسوس کر کے یہ تجویز کی ہے۔ کہ ہمارے احباب ایڈورڈ میموریل فنڈ میں اسقدر دل کھولکر چندہ دیں کہ علاوہ پروونشل فنڈ میں معتد بہ رقم بھیجنے کے شفاخانہ کی بھی تجویز کی بھی تکمیل ہو سکے اور شہنشاہ کی یادگار سلسلہ احمدیہ کے مرکزی مقام میں بھی قایم ہو جیسا کہ کل صوبہ کے مرکزی مقام میں قائم ہوگی۔

سو یہ تین تحریکیں مجھے ایک ہی وقت اور سب کو یکساں ضروری سمجھکر ہی پیش کرنی پڑی ہیں۔ لنگر خانہ کے قرضہ کے لئے تو اگر انجمنیں توجہ کریں تو مقامی ضروریات کے چندہ سے تھوڑی تھوڑی رقم دیکر معقول مدد بہم پہنچا سکتی ہیں۔ تعمیر کے چندہ کے لئے میں پہلے تجویز عرض کر چکا ہوں اور اب صرف یاد دہانی کی ضرورت ہے کہ سب احباب اس میں شامل ہوں تاکہ کچھ روپیہ آنا شروع ہو۔ ابتک اس کی طرف کافی توجہ نہیں ہوئی۔ اور نئی تحریک صرف ایڈورڈ میموریل فنڈ کے لئے ہے اسقدر ذکر کر دینا اور بھی ضروری ہے۔ کہ قادیاں میں شفاخانہ کی تجویز میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قابل رشک کوششوں سے بہت کچھ آسانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ شفاخانہ میں رہ کر علاج کرنیوالوں مریضوں کے لئے ناصر وارڈ کے لئے پانچہزار روپیہ چندہ فراہم کرنیکی کوشش میں حضرت میر صاحب موصوف لگے ہوئے ہیں۔ اور بیرونی ہسپتال اور اس کے لئے باقی سامان وغیرہ کا بہم پہنچانا اس تجویز کے ماتحت ہو جائے گا۔

(محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ)

اعلان

انجمن احمدیہ قریباً دو سال سے کلکتہ میں قائم ہے۔ متواتر ماہانہ اجلاس ہوتے ہیں جمعہ بھی ملکر پڑھا جاتا ہے۔ غالباً بہت سے ایسے احمدی بھائی ہونگے۔ جو باوجود کلکتہ یا اس کے گرد و نواح ہونے کے ہم سے ناواقف ہوں۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر خاکسار کو مل کر ہماری انجمن میں شامل ہوں۔ والسلام

خاکسار الٰہی بخش سکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ ۳۶ رام موہن گھوس لائن کولوٹولہ

اسلام انسان کو با اخلاق بلکہ با خدا بناتا ہے

جیون تت نے اپنے ۱۵ اگست کے اشیو میں لکھا ہے۔

کہ خدا پرستی انسان کو جرائم سے پاک کرنے میں مدد نہیں کرتی۔ اور کسی جماعت کے خدا پرست ہو جانے سے اس کے اخلاق بہتر نہیں ہو جاتے؛ پھر لکھتا ہے۔ "اسلام نے کبھی بھی انسانی جماعت کو ایک اخلاقی جماعت بنانے کا کام کیا ہے"؟

اگر اس دہریہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب ذرا بھی غور کرتے تو ان پر یہ امر روز روشن کی طرح کھل جاتا کہ خدا پر ایمان لانے کے سوا گناہ سے روکنے والی کوئی چیز نہیں۔ ایسے مقامات و حالات میں جہاں نہ پولیس کی دسترس ہے۔ نہ کوئی دیکھنے والا دیکھتا ہے۔ نہ روکنے والا روک سکتا ہے۔ گناہ سے کون بچاتا ہے صرف یہی یقین کہ خدا ہے۔ وہ میرے دلی خیالات بلکہ بذات الصدور سے آگاہ ہے۔ اور مجھے سزا دینے پر قادر ہے۔ اگر یہ یقین نہ ہو۔ تو برے کاموں سے بچانے والی پائدار کوئی چیز نہیں۔ اگر کوئی شخص باوجود خدا پرست ہونے کے پھر بھی گنہ کرتا ہے۔ تو اس کے ایمان میں قصور ہے۔ کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ انسان ایک بچے کے سامنے جو نہ بولنے کی طاقت رکھتا ہے نہ روکنے کی۔ .. .. گناہ کی بات کرنے سے جھجکتا بلکہ رکتا ہے۔ تو یہ باور کرنے سے کہ ایک اعلےٰ ہستی ہے۔ جو حاضر و ناظر۔ سمیع و علیم و بصیر ہے۔ کیا انسان گناہ سے نہیں رکیگا۔ ضرور رکے گا۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ کہ اس ایمان والیقان کی کمی نے خدا پرستوں کو بدنام کر دیا ہے۔ اور ایک ایسی جماعت کو زبان اعتراض کھولنے کی جرأت ہوئی ہے۔ جو خود یہاں تک گری ہوئی ہے۔ کہ اپنے جیسے کمزور عاجز انسان کو اپنا یوجنیہ قرار دیتی ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ اسلام نے کبھی اخلاقی جماعت بنانے کا کام کیا ہے۔ اس کے جواب میں اہالیان عرب ہی کو پیش کرتا ہوں۔ وہ کونسا گناہ اور کون سی اخلاقی برائی تھی۔ جو ان میں نہ تھی۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں وہ قوم وحشی سے انسان اور پھر انسانوں سے با اخلاق انسان پھر با اخلاق انسانوں سے باخدا انسان بن گئی اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ "جیون تت" کا ایڈیٹر کوئی اخلاق کا اعلےٰ سے اعلےٰ شعبہ نہیں پیش کر سکتا۔ جسے ہم۔ اس قوم میں ثابت کر دوں جو نبی کریم اور صحابہ کی جماعت تھی۔ پھر جب مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا اور خدا کے برگزیدہ رسول کی ہدایتوں کو پس پشت ڈالا۔ تو وہ گر گئے۔ مگر الحمد للہ کہ اب بھی ان کی اخلاقی حالت اس قوم سے بہت اعلےٰ ہے۔ جو اعلےٰ طاقتوں والے خدا کو چھوڑ کر ایک کمزور کو اپنا معبود بنا لئے بیٹھی ہے۔ اور جو اولاد کے لئے اپنی بیبیاں غیروں کے پاس بھیجنا اپنا مذہبی فرض خیال کرتی ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اکثر لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں بزرگ اگر ولی اللہ ہے

تو ہمیں بھی ایک نظر میں ولی بنا دے اور یہ کہتے ہوئے کبھی خیال نہیں کرتے کہ ہم دنیا کے معمولی کاموں کے لئے جب استقدر سر توڑ کوششیں کرتے ہیں اور باوجود ناکامیوں کے پھر بھی ہمت نہیں ہارتے تو کیا خدا کی راہ ہی ایسی آسان ہو گئی ہے کہ اس میں کوئی مجاہدہ نہ کرنا پڑے۔ ایک کیمیاگر ایک موہوم امید پر بڑی مشکل اور جانکاہی سے ایک نسخہ مہیا کرتا ہے پھر وہ اسے آزماتا ہے۔ جب کچھ نہیں بنتا۔ تو یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لیتا ہے۔ کہ ایک آنچ کی کسر رہ گئی۔ لیکن فی سبیل اللہ مجاہدہ کرتے ہوئے اگر ایک نماز بھی پڑتی پڑے۔ اور کوئی تکلیف پہنچے تو پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کہ بس نمازیں بھی دیکھ لیں۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی ڈاکٹر نے کہا مرزا صاحب ہمیں آج ولی بنا دو۔ فرمایا بہت اچھا آپ ہمیں آج ہی ڈاکٹر بنا دو اس نے کہا مرزا صاحب پہلے چھ سات سال انگریزی پڑھو پھر چار سال ڈاکٹری کی کتابیں پڑھو گے۔ پریکٹس سیکھو گے جب جا کر کچھ واقفیت ہو گی فرمایا سر سے لیکر پاؤں تک اتنے سے محدود وجود کے حالات کے علم کے لئے تو دس گیارہ سال چاہئیں اور پھر بھی واقفیت ناقص۔ اور اس لامحدود ذات کے عرفان کے لئے ایک دو منٹ کافی ہوں نادان انسان کچھ تو غور کر۔ سبحان اللہ۔

دوازدہ امام

(جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولی)

شیعہ لوگ دوازدہ امام کی امامت کو منجملہ اصول دین جانتے ہیں۔ اور ان کی عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ان کا منکر ویسا ہی ہے جیسے کہ نبوت رسول صلعم کا منکر اس کے علاوہ جو کچھ قدر و منزلت شیعہ کی نگہ میں انکی ہے وہ اس قدر زیادہ ہے۔ کہ اس کے سامنے خدا و رسول کی بھی نہیں ہے۔ ایسے ضروری عقیدہ کے لئے ممکن نہ تھا۔ کہ وہ قرآن سے ان بارہ اماموں کی نص تلاش نہ کریں بہت کوششوں کے بعد انکو بنی اسرائیل کے بارہ نقیبوں والی آیت ملی۔ اسی سے تمسک کر کے انہوں نے یہ اصول تجویز کیا کہ چونکہ بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے منتخب کئے تھے۔ جنکی بابت خداوند کریم قرآن میں فرماتے ہیں۔ و بعثنا منھم اثنی عشر نقیبا۔ اسواسطے ضروری ہے۔ اور تکمیل دین بغیر اس کے ناممکن ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں سے بھی بارہ نقیب بتلائے نہ جائیں۔ اور پھر خود ہی یکطرفہ فیصلہ کر لیا کہ وہ ہمارے دوازدہ امام ہیں اور بس

ایک مدت بعید سے یہ معارضہ شیعوں کی طرف سے پیش ہوتا ہے۔ اور جہاں تک میں نے تھوڑا بہت اہلسنت مناظرین کی تالیفات کو دیکھا اس سوال کا برجستہ جواب نظر سے نہ گذرا پہ نہ گذرا۔ زیادہ تر اس معارضہ کی اہمیت کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ صحیح مسلم وغیرہ کتب احادیث میں بارہ قریشی سرداروں کے متعلق احادیث مروی ہیں۔

واقعی اس سوال کا الزامی و تحقیقی جواب آسان کام نہ تھا مگر چونکہ مسیح موعود کا زمانہ ہے ۔اسلام کی صداقت دن بدن اقوام عالم پر ظاہر ہو رہی ہے۔ اور جسقدر باطل عقائد ہیں سب کی تردید اور تنسیخ خدام احمدیہ کے ذریعے خداوند کریم نے مقرر کر رکھی ہے۔ اسواسطے خداوند کریم نے اپنی ہدایت کا ایک عجیب کرشمہ دکھایا۔ کہ ایک دن جب میں تفسیر علی بن ابراہیم قمی کو جو شیعہ کی بہت قدیم اور معتمد علیہ تفسیر ہے۔ اور اس کے مفسر علی بن ابراہیم کیلئے کہا گیا ہے کہ محمد یعقوب کلینی جامع اصول کافی کے بھی استاد تھے حسب استعداد خود مطالعہ کر رہا تھا۔ تو ایک جگہ اُن جان نثاران اسلام کا ذکر آیا۔ جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر بیعت کی

تھی۔ لیلۃ العقبہ کا قصہ بہت مشہور ہے۔ لیکن جس طور پر اسکو مفسر مذکور نے بیان کیا ہے۔ وہ ہمارے مفید اور عجیب وغریب بھی ہے۔ لکھا ہے کہ اس رات کو قبیلہ اوس اور خزرج کے ستر نفر حسب الارشاد نبوی کفار مکہ کے خوف سے مخفی طور پر ایک ایک کر کے اُس خاص موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے آنحضرت صلعم نے انکو قرآن مجید سنایا اور اسلام کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد یوں ہوا کہ آنحضرت صلعم نے اُن ستر اشخاص میں سے بارہ نفر بطور داعیان اسلام مقرر فرمائے۔ اور یوں فرمایا کہ جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے بارہ نقیب چُن لئے تھے۔ اسی طرح میں بھی بارہ نقیب تم میں سے منتخب کرتا ہوں۔ ساری عبارت طویل ہے۔ اور عربی میں ہے۔ .... اسواسطے

مطلب والی عبارت بالفاظ ہدیہ ناظرین ہے۔

فقال اخرجوا الی منکم اثنی عشر نقیباً یکونون شہداء علیکم بذلک کما اخذ موسی من بنی اسرائیل اثنی عشر نقیباً فاشار الیہم جبرئیل فقال ہذا نقیب ہذا النقیب تسعۃ من الخزرج وثلثۃ من الاوس الخ۔

تفسیر قمی مذکور سورہ انفال صفحہ ۲۴۷ زیر آیۃ واذ یمکر بک الذین کفروا مطبوعہ ایران ۱۳۱۵ء۔

ترجمہ پھر فرمایا نکلیں تم میں سے بارہ نقیب میری طرف جو تم پر گواہ ہوں اس (عہد) پر جسطرح موسیٰ نے بنی اسرائیل سے بارہ نقیب نکالے تھے۔ پھر جبرئیل اشارہ فرماتے جاتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ نقیب یہ نقیب۔ اسطرح سے نو آدمی قبیلہ خزرج کے لئے گئے اور تین قبیلہ اوس میں سے۔ اس روایت سے چند فواید حاصل ہوئے۔

اول۔ یہ کہ خود آنحضرت صلعم نے مطابق سنت موسیٰ علیہ السلام بارہ نقیب اپنی امت میں سے انتخاب کرنے ضروری خیال فرمائے تھے۔

دوم انکو آپ نے ستر اشخاص قبائل خزرج واوس سے انتخاب فرمالیا۔ اور اس مشابہت کو اپنے فعل سے پورا فرمادیا۔ اور اس کے بعد نہیں فرمایا۔ کہ کوئی اور بارہ بھی ہوں گے۔

سوم یہ انتخاب آنحضرت صلعم نے اپنی پسند سے نہیں فرمایا بلکہ باشارہ جبرئیل۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ان کا انتخاب اپنے قیاس سے نہیں کیا گیا ہوگا۔ بلکہ حسب ہدایت خداوند کریم ہوگا۔ اسواسطے سب اہل اسلام پر فرض ہے۔ کہ وہ اس انتخاب کو بسر وچشم قبول رکھیں۔

چہارم پس امت محمدیہ میں سے جن بارہ مومنین کو خدا نے بارہ نقبائے بنی اسرائیل کا مصداق مناسب خیال فرمایا۔ انکو مقرر کر دیا۔ اس کے سوا نہ موسیٰ علیہ السلام کے کوئی اور بارہ نقیب تھے۔ نہ ان کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ لہذا اثنی عشر نقیبا کے مصداق وہی بارہ ٹھہرے جن کا ذکر اوپر آگیا۔ تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ اس آیت کے مصداق دوازدہ امام نہیں ہو سکتے۔ اور یہ کہ بارہ اماموں کے متعلق قرآن کریم میں کوئی نص نہیں ہے۔ جب نص نہ ٹھہری تو امامت انکی اصول دین سے قرار دینا شیعوں کی خوش فہمی اور خوش عقیدتی پر مبنی نہیں تو اور کیا ہے۔

رہے وہ بارہ جس کا ذکر حدیث اہلسنت میں آیا ہے ان کے متعلق پھر ذکر کیا جائے گا۔ فی الحال راقم آثم کا مقصود صرف اسقدر ظاہر کرنا تھا۔ کہ قرآن مجید میں آئمہ اثنی عشرہ کے متعلق کوئی نص نہیں ہے۔ اور جس آیت کو علماء شیعہ نص قرار دیتے تھے۔ اس کے مصداق کوئی اور ہی بارہ تھے۔ جس کا اُن بچاروں کو کبھی خیال ہی نہیں آیا۔ اور بالفرض اگر حدیث والے بارہ سرداروں سے مراد بارہ امام بھی ہوں تو وہ بمنزلہ شہادت درجہ دوم کے ہوگی۔ اور بس۔

شیعہ جو خلفاء ونقبائے رسول صلعم کے واسطے عصمت کو بھی مستلزم ٹھہراتے ہیں۔ اور اُن کے لئے کسی غیر معصوم کو نبی کا خلیفہ یا نقیب ماننے کے لئے شرط عصمت ایک بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ ان اثنا عشر نقبا کے تقریر سے منصف مزاجوں کی اس بارہ میں بھی تسلی ہو سکتی ہے۔ اوس اور خزرج کے یہ بارہ نفر ظاہر ہے کہ معصوم نہ تھے۔ اسواسطے ہم کہ سکتے ہیں، کہ نقبائے بنی اسرائیل بھی غیر معصوم تھے اور پھر لطف یہ ہے۔ کہ قدیم شیعوں میں آئمہ اثنی عشر کے راویان حدیث کی ایک جماعت بھی ایسی ہو گذری ہے۔ جو ائمہ کی عصمت کے قائل نہ تھے۔ بلکہ حسب اعتقاد اہلسنت ان کو علمائے نیکوکار جانتے تھے باوجود اسکے پھر بھی ائمہ انکو مومن اور عادل فرماتے تھے۔ اس جماعت کے متعلق شیعوں کے فاضل اجل علامہ مجلسی نے اپنی آخری تصنیف کتاب حق الیقین میں بالفاظ ذیل ذکر کیا ہے۔

"از احادیث ظاہر مے شود کہ جمع از راویاں کہ در اعصار آئمہ بودہ اند از شیعاں اعتقاد بہ عصمت ایشاں نہ داشتہ اند بلکہ ایشاں را علمائے نیکوکار مید انستہ اند چنانچہ از رجال کشی ظاہر مے شود مع ذالک ائمہ حکم بایماں بلکہ بعدالت ایشاں میکردہ اند" دیکھو حق الیقین ملا مجلسی حصہ دوم باب دربیان معارف حقہ صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ طہران۔

پس جب وہ معصوم نہیں تو امام مفترض الطاعت بھی نہیں ہو سکتے۔ (خادم عین بھیروی از کوئٹہ)

المفتی نمبر ۲۴۳

زیور پر زکوٰۃ

میری بی بی اپنے زیور پر زکوٰۃ دیتی ہے اور مرزا صاحب کی بی بی بھی زیور پر ضرور زکوٰۃ دیتی ہیں۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ حاکم۔ احمد میں ایسی روائتیں ہیں۔ جنمیں زیور پر زکوٰۃ کا حکم ہے۔ مگر محدثین کہتے ہیں۔ ترمذی نے کہا ہے۔ انہ لم یصح فی الباب شئی۔ اور علماء کا ...... اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ حنفیہ حمد ویہ اور بہت سلف زیور پر زکوٰۃ فرض فرماتے ہیں۔ اور امام مالک۔ امام شافعی۔ امام احمد زیور پر زکوٰۃ کو فرض نہیں سمجھتے۔ ان کے اقوال کا مدار آثار صحابہ وتابعین ہیں۔ اور انس واسماء کا مذہب تھا کہ زیور کی زکوٰۃ یہ ہے۔ کہ اس کو عاریت کے طور پر کبھی دیدیا۔ دار قطنی نے اس مذہب کا ذکر کیا ہے۔

اور بیہقی نے انس وغیرہ کا مذہب یہ بیان کیا ہے۔ کہ اس میں ایک بار زکوٰۃ دیدیں۔

ہم اس لئے کہ اس ملک کا تعامل ہے نیز کثرۃ سے احادیث کا رجحان زکوٰۃ کی طرف ہے بلکہ حاکم والی سند پر عام طور پر جرح نہیں ہوئی۔ اور حاکم نے صحیح وقوی کہا ہے۔ ہم زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ہاں تشدد نہیں کرتے کہ آخر اس میں گونہ اختلاف ہے۔

۲۸ اگست ۱۹۱۰ء نور الدین بقلم خود والسلام

130

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رپورٹ جلسہ میرٹھ

(مرتبہ ایڈیٹر بدر)

حمد اللہ تعالےٰ کے لئے سب حمد ہے۔ جس نے نہ صرف جسمانی بھوک اور پیاس کی دوری کے واسطے سامان مہیا کیا بلکہ انسان کی روح کے واسطے بھی پرورش کا سامان بنایا وہ سب کا خالق اور سب کا مالک ہے۔ اور صلوٰۃ اور سلام خدا کے اس پیارے نبی پر جس کے نور نے دنیا سے تاریکی کو دور کیا نہ صرف پچھلے زمانہ میں بلکہ اس زمانہ میں بھی اسی کے طفیل ہر ایک جویندہ یابندہ بنتا ہے اور خدا تعالےٰ کی رحمت ہو۔ ان مقدس روحوں پر جو ہمیشہ مخلوق کی ہدائیت کا موجب ہوئیں۔

میرٹھ کا جلسہ امابعد پچھلے اخبارات میں احباب دیکھ چکے ہیں۔ کہ عاجز ایک اسلامی جلسہ کی تقریب پر میرٹھ جانے والا تھا۔ یہ جلسہ میرٹھ کے بعض دوستوں کی تحریک سے ہوا اس میں لیکچر کے واسطے سب سے اول خواجہ کمال الدین صاحب حافظ روشن علی صاحب۔ اور یہ عاجز مقرر ہوئے تھے۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے برادر شیخ محمد یوسف صاحب اور اور مولوی سرور شاہ صاحب بھی ساتھ ہوئے۔ چونکہ درمیان میں کسی ضروری کام کے واسطے خواجہ صاحب کا آنا ملتوی نظر آتا تھا۔ اسواسطے ان کی جگہ قادیاں سے جناب ڈاکٹر صاحب مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی بھیجے گئے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے خود خواجہ صاحب بھی پہنچ گئے۔

قادیاں کا راستہ عاجز بہمراہی برادر شیخ محمد یوسف صاحب۔ و مولوی سرور شاہ صاحب (۲۵ اگست ۱۹۱۰ء) جمعرات کے دن دس بجے کے قریب قادیان سے چلا۔ بسبب کثرت باران راستہ اسٹیشن تک بہت ہی خراب ہو رہا ہے۔ بلکہ بعض جگہ خوفناک ہے کیونکہ پانی بہت جمع ہے۔ اور پانی کے اندر سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ کہاں گڑھا ہے۔ یا پانی زیادہ ہے خدا خدا کر کے ہم بمشکل تمام اسٹیشن پر پہنچے۔ مگر ٹرینیں مس ہو گئیں اور شام کی ٹرین پر ہم بٹالہ سے سوار ہوئے

رخصتوں کے ایام ہم تو جیسے ہوا پہنچ گئے لیکن راستہ میں جس بات کا مجھے سب سے زیادہ خیال آیا۔ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے بچوں کی آمد آمد ہے۔ اگرچہ ایسا پانی ایک دو روز میں اُتر بھی جاتا ہے۔ لیکن بارش کا سلسلہ جوان دنوں برابر جاری رہتا ہے۔ اس سے خوف ہے۔ کہ بیس اکیس اگست تک جو بچوں کی واپسی کے ایام ہیں۔ اگر یہی حال رہا۔ تو بہت ہی تکلیف ہوگی علاوہ اسکے کہ یکوں کا کرایہ پانچ روپیے یکہ بلکہ اس سے بھی بڑھکر ہو جائے۔ پانی کی گہرائی کے بھی خوفناک ہونے کا اندیشہ ہے۔ میں اس سفر میں اپنے مدرسہ کے بچوں کے واسطے بہت درد دل کے ساتھ دعا کرتا رہا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ ہر طرح سے خیریت رہے گی۔ تاہم میرا خیال ہے۔ کہ ناظمان مدرسہ رخصتوں کے ایام کے متعلق غور کر کے اگر کوئی ایسے دن مقرر کریں جن میں بچے ایسے خطرے سے محفوظ رہیں تو بہتر ہوگا علاوہ اس کے مدرسہ کے لائق اور مدبر ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمت میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر آیندہ کے واسطے وہ ایسا انتظام کریں کہ تمام لڑکوں کو واپسی کے واسطے بھی ایک خاص تاریخ مقرر فرمادیا کریں۔ اور اُسدن مدرسہ کی طرف سے بٹالہ میں اسباب کے لئے گڈوں اور سواری کے واسطے یکوں کا انتظام ہو جایا کرے۔ جیسا کہ جانے کے وقت ہوتا ہے۔ تو اس سے انشاء اللہ بہت آرام ہوگا۔ اور ایسا انتظام بچوں کے والدین کے واسطے تشفی کا موجب ہوگا۔

مدرسہ قادیاں کے متعلق ایک رائے احباب اخبار میں انگریزی نو مسلم حاجی عبدالسلام رابرٹس صاحب کا حال پڑھ چکے ہیں۔ حُسنِ اتفاق سے ریل میں امرتسر تک وہ اور ہم اکٹھے تھے۔ ایک دوسرے شخص کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔ کہ اگر آپ اسلام عملی رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو وہ قادیاں میں ہے۔ اور اگرچہ آجکل وہاں کا مدرسہ بند ہے۔ اور مجھے صرف چند لڑکوں کا حال دیکھنے کا موقعہ ملا تاہم میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قادیاں کا مدرسہ ایسا اعلےٰ ہے۔ کہ اگر میرے پچاس لڑکے ہوتے تو میں سارے کے سارے قادیان کے بورڈنگ اسکول میں داخل کراتا۔

پہلی تقریر احباب کی رائے سے ہفتہ (۲۷ اگست) کی صبح کو حوض والی مسجد میں سب سے پہلی تقریر عاجز نے کی۔ تقریر کا عنوان یہ تھا۔ کہ قرآن شریف آریہ صاحبان کو کیا خطاب کرتا ہے۔ یہ مضمون انشاء اللہ تعالےٰ میں کسی وقت علیحدہ چھپواؤنگا۔ خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ قرآن شریف آخری اور جامع کتاب ہے۔ اسلام پر جس قدر حملے قیامت تک ہونے والے ہیں۔ اور جس قدر باطل ادیان قیامت تک پھیلنے والے ہیں۔ ان سب کی تردید قرآن شریف میں موجود ہے جسقدر پہلے انبیاء اور اقوام کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ وہ اسواسطے بھی ہے۔ کہ ان کے بروز اقوام اسلام کے بالمقابل بھی کھڑی ہونے والی ہیں۔ چنانچہ آریاؤں کا ذکر پارہ آٹھ کے آخری اور پارہ ۹ کے پہلے رکوع میں ہے۔ شعیب کا لفظ بھی شعبہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس سے مراد ایک چھوٹی سی جماعت ہے اعبدوا اللّٰہ میں اس اللہ تعالےٰ کی عبادت کی طرف مخلوق الٰہی کو بلایا گیا ہے۔ جو جامع صفات کاملہ ہے اور آریاؤں کو جو خدا تعالےٰ کی صفات کے متعلق غلطی لگی ہے۔ کہ روح مادہ اور زمانہ کا خالق نہیں۔ اس کا رد ہے۔ بینہ دلائل قرآنیہ میں کیل و میزان کی تاکید اس امر کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ یہ قوم تجار کی ہے۔ جو ماپ تول میں کمی بیشی کے واسطے مشہور ہے۔ فساد بعد اصلاح سے تباہی ظاہر کرتی ہے۔ کہ ملک میں جو امن پھیلا ہوا ہے یہ اس کے برخلاف سڈیشن کارروائیوں کے سبب بدنام ہوں گے۔ اور بعد اس کے کہ اس قدر اسلام ہند میں پھیل چکا ہے۔ یہ اسکی توہین کر کے اسلامیوں کو بھڑکائیں گے۔ لاتقعدوا کی منا ہی تبلا رہی ہے کہ آریہ قوم ہر طرح سے اسلام کی مخالفت کریں گے ان کے ملازم اعلےٰ افسر اپنے رنگ میں اور تاجر اپنے رنگ میں مسلمانوں کو دکھ دینے کی کوشش کریں گے قلیلاً کا لفظ ظاہر کریگا۔ کہ ان کی جماعت کیسی تھوڑی اور ادنی حالت میں تھی۔ اب خدا نے کچھ رزق دیا ہے۔ اور شوخیاں دکھاتے ہیں۔ مثلاً۔ ان کے سرداروں میں اکثر ہندوؤں کے نام بھی مل کے لفظ

پر ختم ہوتے ہیں۔ جیسا ہزاری مل۔ پنا مل۔ وہ دہمکی دیتے ہیں۔ کہ لنخر جنگ بدیا تو تم آریہ بن جاؤ یا ہمارے ملک سے نکل جاؤ۔ ہندوستان ہمارا کا گیت گائیں گے۔ مسلمانوں کی طرف سے کاربین کا جواب ظاہر کرتا ہے۔ کہ آریوں میں کوئی قابل کراہیت مسئلہ ہے۔ جیسا کہ نیوگ۔ اسکو ہم کیوں اختیار کریں۔ غرض اسطرح سے یہ سارا رکوع آریاؤں کے خیالات فاسدہ کی تردید کرتا ہے چونکہ وقت بہت تھوڑا تھا۔ اسواسطے صرف تمہید اور ابتدائی حصہ ان آیات کا بیان کیا جائیگا۔ اگر خدا تعالےٰ کو منظور ہوا تو میں انشاء اللہ تعالےٰ اس مضمون کو مکمل کر کے بصورت کتاب شایع کر دوں گا۔ اور اس کا نام ہوگا۔

صادق کی نصیحت آریہ بھائیوں کو

اس تقریر کا کیا اثر ہوا۔ میں خود ہی کیا بیان کر سکتا ہوں۔ جلسہ کے بعد کثرت سے سامعین نے میرا شکریہ ادا کیا اور اسبات کو ظاہر کیا کہ جو معارف اور حقایق ہم نے آج سنے ہیں پہلے کبھی نہ سنے تھے۔ اور جس بلاغت اور فصاحت اور وردِ دل کے ساتھ آپ نے تقریر کی یہ بینظیر تھی۔ خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ صداقت اسلام اور حقانیت قرآن اور عظمت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دلائل سن کر سامعین کو بہت ہی بشاشت حاصل ہوئی جس سے امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے ایمان میں ترقی ہوئی۔ فالحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

خواجہ صاحب کا لیکچر

اسیدن بعد نماز عصر جناب خواجہ صاحب کی تقریر ہوئی۔ سامعین صبح سے بھی زیادہ تعداد میں جمع ہوئے خواجہ صاحب کی اسدن کی موثر تقریر کا خلاصہ نہایت مختصر الفاظ میں یوں ہے

انسان کے لئے اسوۂ حسنہ کا ہونا ضروری ہے وہ اسوۂ حسنہ ہم نبی کریم کی ذات میں پیش کرتے صلی اللہ علیہ وسلم۔ دنیا میں امن کے قیام کے تین ذرائع ہیں۔ (۱) سرچشمہ قانون (۲) اس قانون پر سزا و جزا۔ (۳) ایک ایسی طاقت جو سزا و جزا دینے پر قادر ہو۔ یہی گورنمنٹ کا کام ہے مگر کوئی گورنمنٹ انسان کے دل اور ارادے پر حکومت نہیں کر سکتی اس واسطے انسان کی اصلاح اور قیام امن کے واسطے ایک باطنی حکومت کی ضرورت ہے اس باطنی حکومت کا نام مذہب ہے۔ مذہب ایک علیم و خبیر خدا کی ہستی پیش کر کے انسان کے دل پر حکومت کرتا ہے۔

جس قدر خرابیاں اور بدیاں دنیا میں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ صحبت بد سے پیدا ہوتی ہیں۔ انسان جیسا کہ کسی کو کرتے دیکھتا ہے۔ ویسا ہی کرتا ہے۔ گویا ہے۔ کہ وہ نقلوں کا مجموعہ ہے۔ اسواسطے ہم ایک اعلےٰ نمونہ کے محتاج ہیں۔ وہ نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ راجہ رام چندر کہیں قابل عزت تھا۔ جس نے اپنے باپ کی خاطر وطن اور سلطنت چھوڑ دیا۔ یہ ایک عمدہ نمونہ ہے۔ اسطرح ہر ایک ریفارمر اور نبی ایک خاص بات میں نمونہ ہے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر بات میں پاک نمونہ ہیں۔ وہ بادشاہ تھے۔ وہ مقنن تھے۔ تاجر تھے۔ مدرس تھے حاکم تھے۔ بیوی بچے والوں تھے۔ فوجی افسر تھے سول افسر تھے ہر ایک بات میں جامع نمونہ آپ ہی تھے سوائے ان کے کوئی اور نمونہ نہیں۔ آنحضرت نے یتیمی سے بادشاہی تک ہر قسم کی زندگی گذار کر سارے مواقع حسن اخلاق احسن طریق سے پائے۔ وید کن پر نازل ہوا؟ وہ کیسا نمونہ تھا؟ کوئی پتہ نہیں۔ پھر نمونہ کس زندگی کو پکڑیں۔ آنحضرتؐ کی طرح کسی کی زندگی کی تاریخ محفوظ نہیں۔ قرآن شریف ہی آپکی زندگی کی محفوظ تاریخ ہے۔ یہ بات کسی اور نبی رشی منی کو حاصل نہیں۔ اگر آج نوح کا طوفان ساری دنیا کی کتابوں کو غرق کر دے تو صرف یہی ایک کتاب قرآن ہے۔ جو لوگوں کے سینوں میں محفوظ رہے۔ خلق کے اظہار کا وہ وقت ہے جب کہ انسان طاقت رکھتا ہو۔ اور بالمقابل کا دشمن ہو۔ جس میں رجولیت نہیں وہ عفیف کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔ اور انبیاء کو فرداً فرداً ایسے اخلاق کا موقع ملا ہو لیکن آنحضرت کو سب باتوں کا موقع ملا۔ کہتے ہیں یسوع مسیح بڑے خلیق تھے۔ پہاڑی وعظ بیان کیا۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ یسوع کو کیا ایسا موقعہ پیش آیا۔ کہ ایسے اخلاق کا اظہار ہو سکے آنحضرت نے ہر ایک جنگ میں دشمنوں پر قابو پانے کے باوجود کوئی اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا بدھ نے بال بچے کو چھوڑا اور جنگل میں چلے گئے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بال بچوں میں رہ کر ان کو چھوڑا اور خدا سے تعلق پالا۔ ؎

این کمال آمد کہ با فرزند و زن

از ہمہ فرزند زن یکسو شدن

یسوع مسیح کی شفاعت کو ہم کیا کریں جس ذی سوسائیٹی میں اتنا نمونہ بھی ہم کو نہ دکہایا کہ بیوی بچوں کے ساتھہ کیا سلوک کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نو بیویاں ایک ہی وقت کیں اور ان سب کو خوش رکھ کر حسن معاشرت کا اعلےٰ نمونہ دکھا دیا۔ خلق کی تمام شاخیں آپ میں جمع ہوئیں۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم کا خطاب آپکو ملا۔ اسواسطے فَاتَّبِعُوْنِیْ کا حکم سنایا کہ میں ہی اسوۂ حسنہ ہوں میرے پیچھے چلنے سے خدا تم سے پیار کریگا۔ کوئی نیک نمونہ باقی نہ رہا۔ اسواسطے آپ خاتم النبیین ہوئے۔

بسبب وقت نماز مغرب کے یہ تقریر یہاں ختم ہوئی اگرچہ یہ تقریر کی صرف تمہید ہے۔

(دوسرا دن)

تقریر خواجہ صاحب

دوسرے دن (یکشنبہ) صبح ۸ بجے جناب خواجہ صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے جو فرمایا۔ وہ نہایت اختصاراً و ملخصاً یہ ہے۔ ایک بڑا شاندار خلق استقامت ہے جسکا ظہور نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ تمام نیک خوبیاں ایثار صبر۔ شجاعت۔ وفا وغیرہ نہ ہوں۔ اسواسطے فرمایا الاستقامۃ فوق الکرامۃ آنحضرت کو جو مشکلات اور مصائب پیش آئے ایسے کسی نبی کے سامنے نہ آئے۔ اور آپکی استقامت بھی سب سے بڑھ کر ہے۔ جیسی بدکاری اور سیہ کاری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ اسکی نظیر نہیں کیونکہ اس زمانہ میں بدکاری کو جائز سمجھا جاتا تھا۔ آنحضرت پر تبلیغ کے وقت آوازے کسے گئے۔ بچوں کو تالیاں بجانے پر لگایا۔ مگر آپ نے کچھ پرواہ نہ کی۔ تجویز ہوئی کہ کوئی اس کے لیکچر میں نہ جائے۔ آپ نے شادی مرگ وغیرہ میلہ ہر جگہ پہنچنے کی ٹھانی۔ ہر جگہ گئے۔ تصویر جاناں در بغل پھر آپکو بدنی دکھ دیا گیا۔ گلے میں کپڑا ڈالا گیا۔ حضرت ابو بکر نے چھوڑایا بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں۔ ہر وقت استقامت دکھائی۔ شہر والوں نے نہ مانا تو طائف میں گئے وہاں بھی سخت دکھ اٹھایا۔ پر استقامت میں فرق

نہ آیا۔ ایسا ہی صحابہ کی ٹانگیں چیری گئیں۔ نیزوں سے چیرے گئے۔ مگر آنحضرت کی قوت قدسی ایسی اعلیٰ تھی۔ کہ آپکی محبت سے انہوں نے بھی استقامت کہائی بعض صحابہ کو ایک قریب کی عیسائی سلطنت میں بھیجا اور وہاں کی حکومت کی اطاعت کا حکم دیا۔ خدا تعالےٰ جانتا تہا۔ کہ آخری زمانہ میں پھر مسلمانوں نے عیسائی بادشاہ کے ماتحت ہونا ہتا۔ اسواسطے اس کا نمونہ خود آنحضرت کی زندگی میں موجود ہوگیا تمام قبایل عرب نے آنحضرت کے برخلاف معاہدہ کیا آپ کے چچا ابو طالب کو بھی گہر چھوڑنا پڑا۔ اس قدر دکھہ اٹھایے۔ پر استقامت میں فرق نہ آیا۔ جب کفار مشرک نے دیکھا کہ کسی بات میں کامیابی نہیں تو آپکی جان لینی چاہی۔ تب بھی آپ کی استقامت میں فرق نہ آیا۔ صرف اپنی جائے سکونت کو بدل دیا اس استقامت کے عوض میں خدا تعالےٰ نے آپکو ایسی فتح دی کہ اسی شہر مکہ میں آپ مظفر منصور داخل ہوئے باوجودیکہ کفار ہر ایک عذاب کے مستحق تھے مگر عفو کے اس پاک نمونے نے سب کو معاف کر دیا۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ کرشن۔ رام کسی نے ایسا نمونہ نہ دکھایا انہوں نے ناپاک چولے کو جلایا اور خوب کیا۔ مگر اس مقدس دھوبی نے اس چولے کو پاک کردیا۔ سب کو کلمہ توحید کا وارث بنایا۔

دوسرا اعلےٰ خلق آپکی شجاعت تھی۔ آپ جنگ کے وقت سب سے آگے ہوتے۔ پھر کسی کو قتل نہ کیا غزوہ حنین میں مصلحت وقتی سے صحابہ کا قدم اکھڑا تو آنحضرت یکہ وتنہا آگے بڑہے۔ اور کہا انا النبی لا کذب۔ آؤ مجھ سے لڑو۔ اصحاب کے اکھڑے ہوئے قدم بھی واپس آگئے اور میداں فتح ہوا۔ ایک پہلوان آیا۔ کہا آؤ میرے ساتھہ کشتی کرلو مطالبہ درست تھا یا ناجائز۔ کوئی راجہ جنک سے پوچھے جسکی بیٹی سیتی کو رام نے زور آزمائی سے جیتا۔ یا رگوید میں سومبر کو دیکہا جاوے بہر حال آپ نے اس پہلوان سے کشتی کی اور اسے بچھاڑا اسعہ چلایا کہ میرے سینے پر ایک پہاڑ ہے اور یہ معجزہ دیکہ کر کلمہ پڑہنے لگا۔ آنحضرت نے جنگ کیوں کئے۔ میں نہیں کہتا۔ دفعیہ کے واسطے کہ جنگ لازمہ انسانیت ہے۔ اور دنیا میں ہمیشہ جنگ ہونے تھے۔ اور ہوجیوں کا حق تہا۔ کہ وہ کہتے کہ جو کامل نبی ہے۔ وہ ہمیں بھی

تبلائے کہ جنگ کے متعلق کیا نمونہ ہے۔ سو اس کامل نمونے نے یہ بھی کر کے دکہا دیا۔ حدود سلطنت کے اندر امن قائم رکہنے کا ذریعہ پولیس اور عدالت ہے۔ مگر باہر سے امن قائم رکہنے کا ذریعہ سوائے جنگ کے اور کچھ نہیں۔ ہندوستان کے اندر موجودہ حالت کے ماتحت

ایک بیرونی گورنمنٹ کی ضرورت اشد ہے کیونکہ جو ہندو دل مسلمانوں پر قلم کی تلوار چلا رہے ہیں۔ وہ دل قابو پاکر مسلمانوں پر تلوار چلانے کے واسطے طیار ہیں۔ اور جو مسلمانوں کے دل ہندوؤں پر قلم کی تلوار چلا رہے ہیں وہ قابو پاکر اصلی تلوار چلا سکتے ہیں۔ اور یہ ہر دو قومیں بغیر کسی درمیانی حکومت کی ماتحتی کے امن میں رہ ہی نہیں سکتیں۔ اس واسطے خداتعالےٰ نے اپنے فضل سے عادل رحیم گورنمنٹ برطانیہ کو ہم پر بھیج دیا۔

جب جنگوں کا ہونا لازمہ انسانی ہے تو آنحضرت نے جنگ کے متعلق ایسے قانون بنائے کہ اس سے بہتر آج ہیگ کی کانفرنس بھی نہیں بنا سکتی۔ آنحضرت نے سب سے اول اہل مدینہ سے معاہدہ امن کا نمونہ قائم کیا۔ خواہ ایسے شرائط ہوں جن سے بظاہر ہتک ہو۔ جیسا کہ مدینہ میں آنحضرت نے کیا آپ نے جنگ کو نہ مذہب کے واسطے نہ تجارت کے واسطے اور نہ سلطنت کے واسطے اور نہ حکومت کے واسطے جائز رکہا۔ بلکہ صرف حفاظت جان کے واسطے۔ پہر بھی ساتھہ ہی فرمایا۔ ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اسلام میں غلام اسیران سلطانی تھے۔ مگر اسیران سلطانی سے بہت بہتر سلوک ان کے ساتھہ کیا۔ بلکہ ان کی آزادی کے سامان بھی خود ہی مہیا فرماوے۔ امانت کا خلق آپ نے غربت اور بادشاہی ہر حالت میں دکہائی اور بچپن سے امین کہلائے۔

آپ کی عفت کا یہ حال تہا۔ کہ آپ نے کبھی آنکھ اٹھاکر کسی عورت کی طرف نہ دیکھا آپ بچپن سے حیا مجسم تھے۔ خانہ کعبہ کی عمارت کے وقت آپ چھوٹے سے بچے تھے۔ اور آپ خانہ کعبہ کے واسطے اینٹیں اٹھاتے تھے۔ چچا نے کہا۔ ننگے شانے زخمی نہ ہوں۔ تہ بند کھول کر شانے پر رکھ

لو ایسا کرنے سے بسبب حیا کے آپ غش کھا گئے یہ بچپن کی حالت تھی۔ جوانی میں پچیس سال تک باوجود جوان حسین باکرہ عورتوں کے مل سکنے کے نکاح نہیں کیا۔ اور جب کیا تو ایک چالیس سالہ بڑھیا سے نکاح کیا۔ اور ۲۷ سال تک صرف اس سے نباہ کیا۔ کیا یہ کسی شہوت راں کا کام ہے۔ یا ایک اعلےٰ درجہ کے عفیف کا۔ خدیجہ کی وفات کے بعد نو بیویاں ہوئیں۔ کوئی باکرہ نہ تھی۔ سوائے عائشہ کے جو حضرت ابوبکر کی خدمات دینی کا نتیجہ تہا کہ ان کے ساتھہ تعلق محبت بڑہے۔ آپ نے بعض بیویاں صرف جنگوں کے مٹانے کے واسطے کیں بعض بیویاں اسواسطے کہ ان کے ذریعے سے دوسری عورتوں کو اخلاق حسنہ سکھلائے جائیں۔ پھر آپ نے نو بیویوں کیساتھہ حسن معاشرت ایسی دکہائی کہ سب خوش ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی راست گوئی کا یہ حال تہا۔ کہ کسی کا لنگوٹیا یار اس کو نہیں مانتا پر آپ کے لنگوٹیے یار ابوبکر نے سب سے پہلے آپکی تصدیق کی۔ بلکہ بہت بے تکلف ساتھی آپ کی بیوی نے ہی سب سے اول آپ کی تصدیق کی۔

خواجہ صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت مالی کا ذکر کر کے اس تقریر کو ختم کیا۔ اگرچہ مضمون پورا نہوا مگر ساڑہے تین گھنٹے پورے ہو چکے اسواسطے مناسب نہ تہا کہ سامعین کو زیادہ دیر تک بٹھائیں۔

اخیر میں خواجہ صاحب نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ دیکھو ہندو باوجود اسقدر اختلاف مذہبی کے کہ ایک ہندو دل کو مانتا ہے۔ دوسرا اختلاف کرتا ہے۔ پھر مل کر کام کرتے ہیں لیکن تم میں توحید اں تفرقہ نہیں۔ بلکہ شرائط ایمان دیکھو تو تمام فرقہائے اسلامی متحد ہیں۔ پھر کیا سبب کہ تم متحد ہوکر کام نکرو۔

خواجہ کی تقریر کا ڈا اثر تہا۔ کہ دو ہزار سے زائد آدمی پر ایک عالم محویت طاری تہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خواجہ صاحب نے ایک ایسا صحیح اور صاف نقشہ کھینچا کہ گویا سامعین کو پکڑ کر آنحضرت کے ساتھ کھڑا کردیا۔ اور لوگ رقیق قلب اور پرنم چشم کے ساتھہ اس مقدس اور خوبصورت شکل کو اپنے سامنے دیکھ رہے تھے

خدا تعالےٰ اپنے فضل سے اس احمدی نوجوان کی عمر تقویٰ بلاغت فصاحت طلاقت لسانی اور وسعت بیانی میں برکات نازل کرے کہ اس کا وجود اس زمانہ میں احمدؐ کی ایک زندہ کرامت ہے۔

ڈاکٹر مرزا صاحب اُسی دن شام کو جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا لیکچر تعلیم نبی کریمؐ پر ہوا اگرچہ برسات شروع ہو گئی تھی تاہم بہت سے آدمی نہایت شوق کیساتھ اس لیکچر کے سننے کیواسطے آئے اور آخیر تک سنتے رہے مرزا صاحب موصوف نے نہایت خوبی سے قرآن شریف کی آیات کے ذریعہ سے آنحضرتؐ کی تعلیم کا پاک نمونہ پیش کیا۔ بسبب تنگی وقت ڈاکٹر صاحب اپنا مضمون پوری طور پر ختم نہ کر سکے تاہم خصوصاً انہوں نے بہت سی مفید اور ایمان کو تقویت دینے والی باتیں ہدیہ ناظرین کیں

جلسہ ختم اگرچہ ہمارے ساتھ اور بھی علماء تھے جنکے لیکچر کرائے جاتے تو سامعین بہت ہی محظوظ ہوتے جیسا کہ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب حافظ روشن علیصاحب شیخ محمد یوسف صاحب۔ مگر چونکہ احباب میرٹھ نے جلسہ کا انتظام دو روز کے واسطے ہی کر رکھا تھا۔ اور جلسہ کی خاطر سجد کا مدرسہ اور نیز کچھ مرمت کا کام بند ہو رہا تھا۔ اسواسطے مناسب سمجھا گیا کہ ناظمانِ مسجد اور سامعین کو زیادہ تکلیف دی جائے ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد عاجز نے کھڑے ہو کر سامعین اہل میرٹھ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے نہایت امن شوق اور دلچسپی کے ساتھ ہماری تقریروں کو سنا نیز میں نے اسباب کو ظاہر کیا کہ ہمارے ہاں تمام مذاہب کی تحقیقات میں ہزاروں کتابیں درج ہیں سب زبانوں کو اور تمام ادیان کی کتب ہمارے دوستوں نے پڑھا ہے۔ اور ہم محض اعلائے کلمۃ الحق کے واسطے اتنا سفر اٹھا کر یہاں آئے ہیں اس کے سوائے ہمارا کوئی منشا نہیں کہ دین اسلام کی عزت دنیا میں پھیلے اور مخالفین اپنی نادانی سے جو اعتراض حضرت محمد صلعم پر کرتے ہیں انکا رد کیا جاوے۔ اور اسیواسطے ہمنے آپ لوگوں کے سامنے یہ تقریریں کی ہیں۔ تاکہ آپ کی قوت ایمانی ترقی کرے اور مخالفین کو جواب دینیکی طاقت آپ لوگوں میں پیدا ہو تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اسلام کی خدمت کے واسطے کمربستہ ہوں ضرور خدا تعالیٰ ان کی امداد کریگا۔ اس شکریہ کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

شکریہ رپورٹ کو ختم کرنے سے پہلے میں پھر اخبار کے ذریعہ اہل میرٹھ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت محبت اور شوق کے ساتھ ہماری تقریروں کو سنکر اپنے خلق مسافر نوازی اور محبت اسلامی کا ثبوت دیا۔ بالخصوص جناب خان بہادر شیخ وحید الدین صاحب رئیس لال کرتی میرٹھ اور انکے برادر عزیز شیخ بشیر الدین صاحب شیخ عزیز بخش صاحب جو کہ سب جلسوں میں ہمراہی حضرت مولوی عطاء کریم صاحب بڑے شوق سے شامل ہو کر حقایق و معارف قرآنیہ کو ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے اور انکی وداد و اخلاص میں ترقی عطا کرے۔ جناب مولوی عطاء کریم صاحب کی ملاقات سے دل بہت ہی خوش ہوا آپ کالج مدرسہ سرکاری میں مسلمانوں کی طرف سے اس بات کی واسطے مقرر ہیں۔ کہ طلباء کو تعلیم دینی دیا کریں میں نے انکی تعلیم کا کچھ نمونہ سنا ہے۔ آپ نئی روشنی یا نئی تاریکی کی اعتراضات کو عام فہم فلسفانہ رنگ میں ایسی خوبی سے دور کرتے ہیں۔ کہ اسلام کی صداقت بچوں کے ذہن نشین ہو جاتی ہے تمام موجودہ فلسفہ کو آپنے مطالعہ کیا ہے اور پھر اسلام کے سچے فلاسفر کے اقوال سے ان کا ایسا رد کیا ہے کہ ایک دشمن کو بھی اسکا انکار نہو۔ بشرطیکہ وہ غیر متعصب ہو۔ انتظام جلسہ کی امداد میں بالخصوص جناب نواب اسد اللہ خانصاحب رئیس اعظم حافظ شیخ عظیم اللہ صاحب پیش امام مسجد دروازہ خیر نگر مسٹر عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ اور ہمارے دوست ڈاکٹر رحیم اللہ صاحب اور ایک صاحب خلاق حمیدہ پیر مرد جناب حافظ محمد اکبر صاحب قابل شکریہ ہیں اللہ تعالیٰ سبکو جزائے خیر دے۔ ڈاکٹر صاحب کے متعلق تو میں کیا کہوں جبکہ میں انہیں اپنا دوست کہ چکا ہوں ناظرین خیال کریں گے کہ دوست کی تعریف کرتا ہے۔ اسواسطے ان کا کچھ زیادہ ذکر نہیں کرتا۔ حافظ شیخ عظیم اللہ صاحب نے کس محنت کیساتھ جگہ درست کرائی شامیانے اور دریاں بچھوا کر جلسہ کی طیاری کی اور ہر طرح امداد دیتے رہے۔ خدا ہی ان کو اجر دینیوالا ہے جناب نواب صاحب موصوف سے ملاقات کر کے میں بہت ہی خوش ہوا۔ آپ ایک عالی خاندان نافع الناس انسان ہیں جسقدر تعریف آپ کی سنی جاتی تھی۔ ملاقات میں اس سے زیادہ پایا۔ محض خلقت کی خیر خواہی کیواسطے آپ اپنے آباؤ اجداد کی مثل طبابت کے ذریعہ سے بھی خلقت کو نفع رسانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔

احمدی برادران کیا ضروری ہوگا کہ میں اس جلسہ کے متعلق اپنے برادران احمدی کا بھی کچھ ذکر کروں ہیں تو جانتا ہوں۔ کہ ضروری نہیں کیونکہ شیخ محمد حسین صاحب سب جج جن کے ہم مہمان رہے۔ ایسے عالی خیال صوفیانہ مزاج انسان ہیں۔ کہ وہ شاید پسند ہی نکریں گے کہ ان کا کچھ ذکر ہو۔ برادر حامد حسین خانصاحب جنکا مکان مقام جلسہ کے قریب ہے نیکے سبب بھی انہیں بہت کچھ ڈیوٹیاں اپنے ذمے لینی پڑیں۔ اور برادر احمد اللہ خانصاحب جنہوں نے بائسکل کے گھوڑے پر سوار ہو کر ان دنوں میں ریل کا اسٹیشن اور چھاؤنی اور شہر سب ایک کر رکھا تھا۔ ان ہر دو نوجوانوں کی پر جوش خدمات کے دیکھنے کا مجھے پہلی بار موقعہ ملا ہے اسواسطے ان کو دوسرے مشاہدے کے لئے چھوڑتا ہوں۔ مسٹر علی گوہر تو قادیاں کے قریب کے ہی رہنے والے ہیں اور ایسا ہی بابو غلام محی الدین صاحب گڈس کلارک بھی دراصل امرتسر کے رہنے والے ہیں۔ بھائی محمد صدیق صاحب اور بعض دیگر دوست ایسے ہیں جن کے مجھے نام یاد نہیں رہے اب رہے اس جلسہ کے غازی عثمان پاشا مخدومی مکرمی جناب شیخ عبد الرشید صاحب جنہوں نے اس دوڑ دھوپ میں اسقدر تکلیف اٹھائی کہ امید نہیں کہ کئی دن تک ان کی تکان ہی اترے یا وہ اخبار پڑھنے کے قابل بھی ہوں۔ لہذا اس سرخی کو چھوڑ کر اور میرٹھ کے ایک بزرگ صوفی کا ذکر کر کے اس رپورٹ کو ختم کرتا ہوں چند باتیں اور بھی قابل ذکر ہیں۔ مگر وہ انشاء اللہ کسی اگلے اخبار میں لکھی جائیں گی اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ بیرونجات سے بھی بعض احمدی برادران تشریف لائے تھے۔ جیسا کہ برادر عبد الخالق سکرٹری انجمن مظفر نگر داروغہ عبد الحمید صاحب سب انسپکٹر پولیس حکیم عبد الصمد صاحب جنہوں نے ہمیں میرٹھ کی سیر کرائی منشی فیاض علی صاحب بمعہ پسر خود (خدا انکو محبت و عافیت میں رکھے)

شاہ پیر معلوم ہوا کہ یہاں بزرگ کا مقبرہ ہے جو شاہ پیر کے نام سے مشہور ہے۔ انکی قبر پر فاتحہ کہنے کیواسطے گئے۔ سنا گیا ہے۔ کہ کوئی ۶۰۰ سال ان کو فوت ہوئے گذرے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان اسلامی مشنریوں میں سے تھے جو محض خدا تعالیٰ کی خاطر دنیا میں اسلام پھیلاتے تھے خدا ہی پر انکا توکل تھا۔ اور وہی ان کا کارساز تھا۔ انکے بھائی کی اولاد کے لوگ جو وہاں موجود تھے ان سے دریافت کیا کہ انکے حالات کیا تھے۔ مگر وہ کچھ بتلا نہ سکے اور ان کی اپنی حالت یہ تھی کہ لفظ مقبرہ کو مُبتر کہتے تھے اور ان کی چہروں پر اداسی اور افلاس کے آثار نمایاں تھے۔ زائرین سے چند پیسے وصول کرنا انکا کام تھا اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔

(بقیہ الوداد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صوبیدار فتح محمد خاں پلٹن نمبر ۱۹ چھاونی ...... کے نام ایک خط جناب صوبیدار صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے مولوی شیخ احمد صاحب نے فرمایا کہ صوبیدار صاحب وفات مسیح کے متعلق قرآن شریف کے رو سے کچھ قایل ہو گئے تھے۔ لیکن میں نے چند حدیثیں سنا کر اپنے اعتقاد پر پھیر لیا چنانچہ مجھے بھی ایک دو حدیثیں پڑھکر سنائیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ بذریعہ اخبار بدر جو صوبیدار مہر محمد خاں کے نام آپ کی پلٹن میں بھی جاتا ہے۔ ان حدیثوں کی نسبت کچھ لکھوں شاید کوئی اور روح بھی اس سے فائدہ اٹھائے۔

حدیث اول یوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر الخ آپ کے مولویصاحب نے فرمایا۔ کہ اس حدیث میں ابن مریم کا جو نبی اسرائیل کے پیغمبر تھے۔ دوبارہ دنیا میں آنیکا ذکر ہے۔ سو یہ خیال مولویصاحب کا کئی وجہ سے غلط ثابت ہوتا ہے۔

(۱) قرآن شریف سے حضرت عیسی کی وفات ثابت ہے جس کے آپ قایل بھی ہو گئے تھے۔ اور شاید اب بھی ہوں پس وہ دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتے اس صورت میں قرآن شریف اور حدیث میں باہم تعارض ہوا اس لئے محدثین کے اصول کے مطابق حدیث میں تاویل کی جاویگی۔ اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو میں چند نظائر بھی لکھدیتا

(۲) چودھویں صدی کے مجدد کو ابن مریم سے جو شابہت تہی۔ اوسکے لحاظ سے اوسکو ابن مریم کہا گیا بخاری میں ہے لقد امر امر ابن ابی کبشۃ دیکھو یہاں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کرکے بلایا گیا قوم عرب کو جو مویشیوں کی خاطر باہر جنگلوں میں رہتے بنی ماء السماء بولتے ہیں مسافر کو ابن السبیل کہنا تو مشہور ہے۔ یہ کوئی ضرور نہیں کہ والدین کے رکھے ہوئے نام کے سوا اور نام نہ ہو۔ محمد۔ احمد حاشر ماحی وغیرہ آپؐ کے نام تھے

(۳) آنیوالے ابن مریم کی نسبت آپؐ نے فرمایا۔ امامکم منکم جس سے معلوم ہوا کہ وہ ابن مریم امت محمدیہ سے ہوگا

(۴) بخاری میں ابن مریم کے دو حلیے ہیں ایک میں سرخ رنگ گھونگروالے بال دوسرے میں ادم سبط الشعر اس اختلاف حلیتین سے ثابت ہے کہ ابن مریم دو ہیں۔

(۵) قرآن شریف میں حضرت عیسی کی نسبت ہے رسولا الی بنی اسرائیل مثلا لبنی اسرائیل۔ پھر وہ تمام دنیا کے لئے کیونکر آسکتے ہیں۔

(۶) بخاری میں ہے۔ اعطیت خمسا لم یعطھن احد قبلی کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ و بعثت الی الناس عامۃ۔ مسلم میں ہے۔ الی الخلق کافۃ غور کرو حضرت عیسے بھی اگر تمام مخلوق کے لئے آئے تو یہ آپکا خاصہ نہ رہا۔

(۷) آنیوالے ابن مریم کو حکم عدل کہا گیا۔ اور بموجب آئیۃ وعد اللہ الذین امنوا الخ کے حکم عدل۔ امت محمدیہ سے ہوگا۔ پس وہ ابن مریم بھی امت محمدیہ سے ہوگا

(۸) شارحین حدیث نے کسر صلیب اور قتل خنزیر میں تاویلی معنے مان لئے تیسیر القاری شرح بخاری میں ہے۔ "وتواند کہ این کسر وقتل کنایت از ابطال دین نصارا باشد" پس ابن مریم میں بھی کیوں نہ اسیطرح کنائی معنے کرنے چاہئیں تاکہ ان سب مشکلات سے خلاصی ہو جو اس لفظ کو حقیقت پر اٹھانے سے پیش آتے ہیں (۹) مہدی کی نسبت حدیث میں آیا ہے۔ یملاء الارض قسطا وعدلا پھر آپ کے مولوی صاحب مہدی کے زمانہ میں ابن مریم کو کیونکر حکم عدل مان سکتے ہیں۔ کیونکہ حکم عدل تو ایک ہی ہوگا جس سے ماننا پڑا کہ مہدی ہی کو ابن مریم بھی کہا گیا۔ ورنہ دونوں میں ملک تقسیم کرکے اپنے اپنے ملکوں میں حکم عدل قرار دیں۔ ابن ماجہ کی حدیث لا المہدی الا عیسی سے بھی مہدی عیسیٰ کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے دجال کے مقابلہ میں بعض جگہ مہدی لکھا ہوا دیکھا گیا جیسا کہ کسی بزرگ کامت سے یہ شعر مشہور چلا آتا ہے۔ شعر

در سن غاشی ہجری دو قراں خواہد بود

از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود

اس شعر میں بتایا گیا کہ سنہ ۱۳۱۱ھ میں جب مہدی اور دجال دنیا میں ظاہر ہونگے تو آسمان پر کسوف خسوف کا نشان دکھایا جاویگا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ کجاست صوفی دجال چشم ملحد شکل۔ بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید۔ طبرانی میں ہے۔ ثم ینزل عیسی ابن مریم + اماما مہدیا وحکما عدلا۔ اس میں عیسٰی کو مہدی کہا گیا غرض اس حدیث میں ابن مریم سے مراد مہدی ہے۔

(۱۰) حضرت شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں زیر آئیۃ وانہ لعلم للساعۃ کے حدیث ینزل علی ثلثۃ من الارض درج فرما کر اسکا مطلب اپنے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر یہ فرمایا کہ ایک پاک مولود اپنے وقت میں روحانیت اور صفات عیسیٰ ابن مریم کا بطور بروز کے مظہر ہوگا اصل عبارت یہ ہے۔ فالثلثۃ المسماۃ افیق اشارۃ الی مظہرہ الذی یتجسد فیہ (۱۱) شیخ الاسلام شرح بخاری میں ہے۔ "وگفتہ اند حکمت در نزول عیسٰی علیہ السلام نہ غیر وے از انبیا رد بر یہود است۔ یا برائے نزدیک بودن اجل او تا دفن کردہ شود در زمین زیرچہ نے سزد مسیح آفریدہ از خاک را اینکہ بمیرد در غیر خاک" اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس ابن مریم کو ہمارے مولویوں نے خاکی جسم کیساتھ اپنے خیال میں آسمان پر بٹھا رکھا ہے۔ اوسکو بموجب آئیۃ فیہا تحیون وفیہا تموتون کے صرف زمین میں دفن کرنیکے لئے اتارا جائیگا۔ حالانکہ جس ابن مریم کا حدیث میں ذکر ہے اوسکے آنے میں تو یہ حکمت نہیں بلکہ بلکہ وہ حکم عدل ہوکر آئیگا۔ پس اگر مولوی حضرت عیسے کو دفن کرنے کے لئے اتارنا چاہتے ہیں۔ تو اتاریں ہم بھی تجہیز تکفین میں مدد دینے کو تیار ہیں۔ ہاں اگر دفن کے بہانے امت محمدیہ میں حکم عدل بنا بیٹھیں تو ہم اتارنے کے مشورہ میں شریک نہیں ہوتے۔ اور یہی کہینگے کہ جب بقول تمہارے خاکی جسم کو غیر خاک میں مرنا لائق نہیں اور اتنے بڑے آسمان میں ایک گز قبر کی جگہ نہیں ملتی تو پھر خاکی جسم کے لئے غیر خاک میں زندہ رہنا کیونکر لائق ہے۔ فیہا تموتون کو مانتے ہیں۔ اور فیہا تحیون پر کیوں عمل نہیں کرتے۔ (۱۲) آپکے مولوی کا کیا ہمارے تمام مخالف مولویوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسے بمعہ جسم ایکدفعہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور پھر اس جسم کے ساتھ ایکدفعہ زمین پر اتریگا۔ مگر معراج کی حدیث اس عقیدہ کو باطل ٹھہراتی ہے۔ چنانچہ اسی شیخ الاسلام شرح بخاری میں ہے۔ "و روایت کرد احمد از طریق دیگر از ابی ہریرہ مرفوعاً کہ فرمود آنحضرتؐ شبے کہ اسراء کردہ شد بمن نہادم پائے خود را جائے کہ نہادند انبیا پایہائے خود را از بیت المقدس پس عرض کردہ شد بر من عیسٰی مریم الحدیث در صحیح مسلم از انس مرفوعاً گذشتم بموسیٰ شب اسرائی نزد کثیب احمر کہ آنجا قبر موسیٰ است و حال آنکہ وے ایستادہ نماز میگذارد در قبر خود و از ابی ہریرہ ہمچناں در قصہ اسرا کہ از انجملہ این ست و دیدم خود را در جماعت از انبیاء پس ناگاہ موسیٰ ایستادہ نماز میگذارد و ناگاہ وے مرد یست ضرب جعد و ناگاہ عیسیٰ ابن مریم ایستادہ نماز میگذارد

و ناگاہ ابراہیم ایستادہ نماز میگزارد ... پس وقت نماز شد پس امام شدم آنجماعتہ را در نماز" اب آپ غور فرماویں حضرت عیسٰی کا بیت المقدس میں دوسرے انبیاء کے ساتھ آنجناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑہنا صاف تبلارہا ہے۔ کہ جس جسم کے ساتھ دوسرے انبیاء زندہ ہیں۔ اسی جسم کے ساتھ حضرت عیسٰے بھی زندہ ہیں پھر جیسے دوسرے انبیاء نماز ادا کرنیکے بعد آسمان پر چلے گئے۔ اور آپ نے انکو آسمان پر دیکھا ویسے ہی حضرت عیسٰے کو بھی آپ نے نماز ادا کرنیکے بعد حضرت یحیی کے ساتھ آسمان پر دیکھا۔ پس جس ابن مریم نے بیت المقدس میں نازل ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑہی اور آسمان میں چلا گیا۔ وہ اور ہے۔ اور جو بعد نزول کے کسر صلیب اور قتل خنازیر میں معروف ہو کر چالیس سال زمین پر رہیگا۔ وہ اور ہے۔ آپ ذرہ اپنے مولوی جی سے دریافت کریں۔ کہ بیت المقدس میں آپؐ کے پیچھے حضرت عیسٰی کا نماز پڑہنا خاکی جسم کے ساتھ تہا یا ان کا بھی دیگر انبیاء کیطرح نورانی وجود تہا۔ بصورت اولی ہمارا یہ سوال ہے۔ کہ تمہارا تو اعتقاد ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام آخری زمانہ میں زرد لباس لگا کر دو فرشتوں کے کاندہوں پر ہاتھ رکہے ہوئے اس عالم اسباب میں سیڑھی کے ذریعہ سے اترینگے اور چالیس سال زندہ رہکر زمین میں دفن ہونگے حالانکہ حدیث معراج سے ثابت ہے۔ کہ وہ بغیر زرد لباس اور سیڑہی کے آپ کے زمانہ میں اترے اور فوراً آسمان پر چلے گئے۔ صلیب کے وقت تو یہودیوں کے خوف سے جسم اٹہایا گیا اب کیا خوف تہا۔ کیا کوئی یہودی تاڑ گیا۔ اور پہر آپکی براق سے بھی پہلے آسمان میں پہونچنا۔ کیا باعث۔ بصورت ثانی وہ خاکی جسم کہاں گیا۔ جسم کا چھوڑنا موت ہے۔ جس کے تم قائل ہو گئے۔

معراج کی اس حدیث سے حضرت عیسٰے کا امت محمدیہ میں داخل ہونے کے لیئے دعا مانگنے کا عذر بھی باقی نہیں رہتا۔ جو اکثر لوگ پیش کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ مدت ہوئی حضرت عیسٰے جناب سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے مقتدی ہو چکے۔ لو! جناب ہم نے تو مسیح کے رفع اور بیت المقدس میں نزول اور محمدی نماز پڑہنے کا ثبوت پیش کر دیا۔ کیا آپ بھی اب اونکے لئے موت کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ حدیث دوم ینزل عیسٰی ابن مریم کلا دض فتیزوج ویولد لہٗ ویمکث خمسا" واربعین سنتہ ثم یموت فیدفن معی فی قبری الخ آپ کے مولوی صاحب کا سوال ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے تو آپؐ کی قبر میں دفن کیئے جاتے یہ ہیں آجکل کے مولوی جو آپکی قبر کھودنے کو تیار ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذا لجہنے الفسد یہاں قبر سے مراد بہشت برزخی ہے جسمیں حضرت آپؐ تشریف رکھتے ہیں۔ عالم برزخ کا طول عرض عالم شہادت کیطرح نہیں متفق حدیث میں ہے۔ کہ آپ ہر میت کے پاس موجود ہو جاتے ہیں۔ فیقول ماکنت تقول فی ہذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم حالانکہ بلحاظ عالم شہادت کے آپ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں ایک اور حدیث میں مومن کی نسبت آیا ہے یفسح لہ فیہا مد بصرہٖ جب ایک مومن کی قبر اتنی فراخی اور وسعت رکہتی ہے۔ تو تمام مومنوں کے سردار کی قبر تو تمام جنتوں کے برابر ہونی چاہیئے۔ آنحضرتؐ اور شیخین کی قبروں میں بلحاظ عالم شہادت کے جیسا کہ آپکے مولوی کا خیال ہے۔ یہ فراخی کسطرح ہو سکتی ہے۔ ایک قبر دوسری قبر کی فراخی کو مانع ہے۔ پس مراد اس سے معیت برزخی ہے۔ بخاری میں حرام بن ملحان کی نسبت آپ کا ارشاد ہے۔ انی ارحمہا قتل اخوہا معی (مارا گیا بہائی اس کا ساتھ میرے) حالانکہ حرام بن ملحان غزوہ بیر معونہ میں جہاں آنحضرتؐ بذات خود تشریف نہیں لیگئے مارا گیا چنانچہ تیسیر القاری شرح بخاری میں ہے۔ "اگرچہ آنحضرت بنفس شریف خود در غزوہ بیر معونہ تشریف نداشت اما چوں این سریہ با مر آنحضرت بود و ما طاعت امر آنحضرت بود میتواں گفت کہ با آنحضرت کشتہ شدہ" اس حدیث کے معنے آپ کے مولوی صاحب یدفن معی قبری کی طرح یہ کرینگے۔ کہ حرام بن ملحان آپ کے ساتھ قتل ہوا۔ جو قبر کہودنے کو تیار ہیں۔ وہ قتل کی نسبت سے کب رکتے ہیں۔ کسی نے روکا تو کہدینگے کہ حدیث میں معی کا لفظ موجود ہے۔ اور ہم لفظوں کو بغیر تاویل اپنے ظاہر پر مانتے ہیں۔ اللہ تعالے مولویوں پر رحم فرماوے حضرت اقدس علیہ السلام کو اللہ تعالے نے بموجب اس حدیث کے لڑکے عطا کیئے پنتالیس سال الہام سے زندہ رکہا اور طبعی موت سے وفات دی اور آنجناب صلی اللہ علیہ و علی خلفائہٖ کے ساتھ بہشت برزخی میں جگہ دی۔ براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ میں ہے۔ سنہ ۱۸۶۴ یا سنہ ۱۸۶۵ مجھے ایک خواب آئی میں نے خاتم الانبیاء جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ الخ سنہ ۶۴ کو شامل کرنے سے سنہ ۱۹۰۸ء تک پنتالیس سال ہوتے ہیں پس خدا ترس دل کے ساتھ سوچیں اور غور کریں کہ اگر حضرت اقدس نعوذ باللہ مفتری ہوتے۔ تو نہ اونکے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوتا۔ اور نہ پنتالیس سال الہام اور کشف کے ساتھ زندہ رہتے۔ اور نہ ہی عمر طبعی کے ساتھ وفات پاتے بلکہ جھوٹے نبیوں کی طرح ابتری و ناکامی کی حالت میں ہلاک کیئے جاتے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس راستباز اور مامور من اللہ کی نسبت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ سو برس پہلے پیشگوئی فرماویں کہ اوسکی اولاد ہو گی اتنے سال زمین پر ٹہریگا۔ عمر طبعی سے فوت ہوگا۔ اوسکی جگہ ایک مفتری علی اللہ کھڑا ہو جاوے اور اللہ تعالےٰ اوسکے ساتھ وہی معاملہ کرے جو اس راستباز کے ساتھ ہونا چاہیئے تہا۔ اسطرح تو سچے اور جھوٹے میں کوئی تمیز نہیں رہتی۔ میں نے آپکی خاطر بہت کچھ لکہدیا اللہ تعالیٰ آپ کو اس سلسلہ حقہ کی شناخت عطا فرماوے (آمین)

(کرم داد از دولمیال)

ظہور المسیح نصف قیمت پر

ماہ رمضان میں میاں محمد نورالدین گولیکی ضلع گجرات کے پتہ پر ظہور المسیح ۳/ پر ملیگی وفات مسیح اور مسیح موعود کے دعاوی کے ثبوت میں مدلل کتاب ہے۔ ایک جلد کے لیئے مع محصولڈاک ۴/ کے ٹکٹ آنے چاہئیں۔

مدینۃ المسیح

(۱) ۶ ستمبر منگل کے روز پہلا روزہ ہوا مسجد مبارک میں حافظ صوفی تصور حسین صاحب پچھلی رات سحری کیوقت ۸ رکعت میں اور مسجد اقصیٰ میں حافظ محمد ابراہیم صاحب بعد از عشاء ۸ رکعت میں قرآن سنانے کیلیئے مقرر ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو تقوی و اخلاص صحت و عافیت کیساتھہ اس کار خیر کی توفیق دے۔ حضرت امیر المومنین باوجود ناسازی مزاج قرآن سننے میں شامل ہوتے ہیں۔ آپ نے ... ... ارادہ فرمایا ہے کہ ایک پارہ ہر روز سنایا کریں۔ (۲) اہل بیت نبوی اور میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کے پاس بطور تبدیل آب ہوا تشریف لیگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو صحت و عافیت سے رکھے۔ (۳) جناب امیر کی صحت نسبتاً اچھی ہے آپ مطب میں تشریف لاتے ہیں۔ نمازیں خود پڑہاتے ہیں درس قرآن سناتے ہیں۔ مگر ہم سب کچھ اس محبت کیوجہ سے جو آپ کو محض لیلہ اپنے خدام سے ہے اس مبارک مہینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام اور جرمنی

"پائنیر" کا خاص نامہ نگار لکھتا ہے:۔

اسلام کی ازسرنو قوت پکڑنے کے جانب جرمنی بھی متوجہ ہے۔ افریقی نوآبادیوں کے باشندوں میں بہ نسبت مسیحیت کے اسلام کے زیادہ پھیلنے کا ذکر جرمن اخبارات اور پارلیمنٹ میں کثرت سے آرہا ہے۔ ۱۹۰۹ء کی رپورٹ میں برلن کی مشنری سوسائٹی بیان کرتی ہے۔ کہ اگر جرمنی مشرقی افریقہ میں اسلام کے اثر کو روکنے کی کوشش نہ کیگئی تو چند ہی عشرات کے عرصہ میں یہ کل علاقہ مسلمان ہوجاوے گا...... اس بات کا سب کو اقرار ہے۔ کہ عیسائی مشنوں کو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے اس قسم کے ذرائع جیسے (مدارس ہسپتال وغیرہ) استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اور اسلام خودبخود منتقل ہوتا ہے۔ اسلام کے عقاید باشندوں کی فطرت کے موافق ہیں۔ مسلمان تاجر۔ مسلمان ڈاکٹر۔ اور مسلمان سرکاری افسر۔ کل اور افرادی طور پر اپنے مذہب کی اشاعت میں حصہ لیتے ہیں۔ "سر ایڈورڈ شارپ" گورنر نیاسالینڈ جو آجکل انگلستان آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ریوٹر کے قائم مقام سے بیان کیا کہ میں نیاسالینڈ سے بیس سال سے واقف ہوں اس وقت یہاں سوائے دو مقام کے اسلام کا کہیں اور نام نہ تھا۔ اس وقت سے علی الخصوص اٹھ سال سے اسلام کی یہاں بے حد ترقی ہوئی ہے۔ نیاسالینڈ میں اسلام زنجباری عربوں کے ذریعہ سے پھیلا ہے اسلام کی اشاعت خودبخود ہورہی ہے۔ کسی مرتب تحریک کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

(علیگڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

دوستو اس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہراکر کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانیکے دن
دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن
چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو! دیکھنے گن گانیکے دن

(سیدنا المسیح الموعود)

نمائش برو سلز کی آتشزدگی

(تار برقی لنڈن ۱۵ اگست) نمائش برو سلز کی عمارت میں دفعتاً آگ لگ گئی ہے۔ اور صیغہ فنون برطانیہ جسمیں تخمیناً دس ہزار کی قیمتی چیزیں مستعار رکھی گئی تھیں۔ اپنے دوسرے کمروں کے ساتھ خاکستر ہوگیا۔ یہ آگ کل نو بجے شب ڈاکخانہ سے بھڑک اٹھی اور ارلانزے کے چالیس گھروں کو جلاتی ہوئی نمائش گاہ تک پہنچگئی۔ اخبار پائنیر لکھتا ہے۔ کہ برو سلز کی آتشزدگی کے نقصانات کا تخمینہ ابتک صحیح طور پر معلوم ہوا ہے۔ مگر غالباً ایک عام رائے کے مطابق چار ملین سے کم نہ ہوگا

(مخبر دکن مدراس)

میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آگئے ہیں اب زمیں پر آگ برسانیکے دن
جب سے میرے ہوش غم سے دیکھنے ہیں جا بجا
طور دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن

(سیدنا المسیح)

جاپان میں طغیانی

(لنڈن۔ تار برقی) جاپان میں طغیانی سے سخت نقصان پیدا ہوا ہے۔ بعض گاؤں اور دیہات زیر آب ہوگئے ہیں۔ اور اموات کی تعداد نہایت بھاری ہے۔ لوئر ٹوکیو تیس ہزار مکان بیٹھ گئے ہیں۔ اور ریلوں کی آمد و رفت رک گئی ہے۔۔ سینکڑوں آدمی فاقہ کشی کے باعث موت کا شکار ہورہے ہیں۔

(مخبر دکن مدراس)

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزیرہ کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔

(سیدنا المسیح) (میر محمد فضل الٰہی حیدرآباد دکن)

ڈاکخانہ قادیان

منشی عبدالمجید صاحب سب پوسٹماسٹر یہاں سے انبالہ تبدیل ہوئے۔ اور ان کی جگہ کچھ دن بابو۔ بابو [illegible] رام صاحب انچارج رہے۔ بابو صاحب اپنے کار منصبی میں بہت محنت اور احتیاط سے کام لینے والے ہیں اور پبلک ان کے شریفانہ برتاؤ سے مطمئن ہے۔ اب سب پوسٹماسٹر منشی عبدالغنی صاحب آئے ہیں میں امید کرتا ہوں۔ کہ ان کا سلوک اور کام تسلی بخش ہوگا۔

خدمت عزیزیہ

۱۶ ر ستمبر ۱۹۱۰ء کے پرچے میں۔ میں نے بڑی خوشی سے اس امر کا اظہار کیا تھا۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء میں سے میاں عبدالعزیز سیالکوٹی سب کے زیادہ چندہ جمع کرکے لایا ہے۔ اور اس کی تعداد سو روپیہ کے قریب ہے۔ اس سال اس سے دگنی مسرت کے ساتھ میں یہ ظاہر کردینا چاہتا ہوں۔ کہ عزیز مذکور (عبدالعزیز) نے ہندوستان کے بعض شہروں (مونگیر۔ کانپور۔ لکھنؤ) کا تن تنہا دورہ کیا۔ اور اپنے سکول کے لئے ڈیڑھ سو روپیہ کے قریب چندہ جمع کیا ہے۔ ایک سولہ سترہ سالہ طالب علم کا قومی کاموں میں یہ جوش یہ ہمت اور دینی خدمات کا یہ شوق ہر طرح سے قابل قدر لائق فخر اور مستحق تحسین ہے میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارے سکول کے تمام لڑکے دینی خادم ہوں۔ اور وہ اپنے اندر حصول حسنات دارین کے لئے ایک خاص جوش پائیں۔ اور وہ اپنے امام علیہ السلام کی تعلیم پر چلکر ان اغراض کو پورا کرنے والے بنیں جن کے لئے اس مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی (آمین)۔

بقایا داران بدر توجہ فرمائیں

خریداران بدر جانتے ہیں۔ کہ سال کا اخیر ہے۔ اور ۳۰ ر اکتوبر کو بدر کا سال ختم ہوجائیگا۔ نہایت ضروری بات ہے کہ جن جن صاحب کے نام ۱۹۱۰ء کا بقایا ہے۔ وہ ادا فرمادیں تاکہ پھر ۱۹۱۱ء کی پیشگی قیمت وصول کرنے میں دقت نہ ہو۔ اسوقت چار سو سے زیادہ خریدار ایسے ہیں۔ جنہوں نے ۱۹۱۰ء کا چندہ تا حال ادا نہیں کیا۔ حالانکہ اخبار سال بھر ان کے نام جاتا رہا ہے۔ چونکہ دو تین بار وی پی بھی واپس آچکے ہیں۔ اس لئے اب خود ہی مہربانی فرماکر منی آرڈر بھیجدیں۔ اور ہمیں زیادہ زیر بار نہ فرماویں۔ مجھے افسوس ہے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ بعض صاحبان نے ۱۹۰۹ء کا چندہ بھی ادا نہیں فرمایا۔ وہ بھی مہربانی فرماکر ادھر توجہ

رسید زر

۱۹ر اگست ۱۹۱۰ء

۲۳۸ - جناب محمد صادق صاحب ... ۳/

۲۰ر اگست ۱۹۱۰ء

۲۲۳۶ - جناب مہر بالو صاحب ... عا/

۱۶۲۷ - جناب قطب الدین صاحب ... للعہ/

۲۴ر اگست ۱۹۱۰ء

۲۵۷۲ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب ... عا/ ۳/

۲۵ر اگست ۱۹۱۰ء

۲۵۷۰ - جناب عبداللہ خاں صاحب ... للعہ

۲۰۷۰ جناب قاضی احمد علی صاحب ... عا/ ۱/

۲۹ر اگست ۱۹۱۰ء

۱۸۳۲ - جناب نیاز محمد صاحب ... للعہ/

۲۴۳۶ - جناب عبداللہ صاحب ... ۴/

۳۰ر اگست ۱۹۱۰ء

۲۵۷۲ - جناب ای - کو یا کٹی صاحب ... للعہ/

۱۹۵۰ - جناب محمد امین صاحب ... عا/

۳۱ر اگست ۱۹۱۰ء ۱۵۰۱ جناب کے ایم ابراہیم کٹی صاحب للعہ/ ۲۵۷۸ منشی عبدالعزیز صاحب عا/ ۴/ ۱۹۶۷ - جناب پیر غلام غوث محمد صاحب عہ/

موت ½

و نقصان کا کوئی وقت مقررہ نہیں اس لئے ضروری ہے۔ کہ اپنی محنت کی کمائی ہوئی دولت کی حفاظت کے لئے اپنی صندوق الماریوں کی فہرست نرخ نامہ مشہور عالم کارخانہ جیون مل کمپنی سے مفت طلب فرماویں۔

المشتہر

از دفتر لالہ جیون مل ورما اینڈ سنز آئرن سیف و مشنیری ایجنٹس گوجرانوالہ۔ (پنجاب)

کاتب کی ضرورت

جس کا عربی فارسی خط شستہ ہو۔ سنگسازی جانتا ہو درخواست مع نمونہ۔

نئی چٹیں

چٹیں چھپنی شروع ہو گئی ہیں۔ جو احباب اپنے اپنے پتے تبدیل (عارضی طور پر نہیں) درست کرانا چاہتے ہیں جلد اطلاع دیں

النخطبہ

۲۵ر اگست میں جن رشتوں کا ذکر ہے۔ ان کے متعلق درخواستیں چار آنے کی ٹکٹ کیساتھ آئیں

دفتر اخبار "بدر" سے خرید کرو

سنت احمدیہ ۴/ - مجموعہ فتاوی احمدیہ بجائے عصا کے صرف عصہ/ - سرمی نہ کلنک اوتار ۸/ کفارہ ۳/ حقیقہ مسیحی ۵/ مبادی الصرف ۲/ غلامی ۳/ عصمت انبیاء ۷/ سر الشہادتین ۱/ - الاستخلاف ۳/ شہادت القرآن ۳/ - ظہور المسیح ۲/ معیار الصادقین ۳/ - اسلام کی پہلی کتاب ۴/ - عیسائی مذہب ۱/ - معیار الحق ۱/ - ضرورت زمانہ ۱/ مور کھہ سدھ ۲/ کامن احمدی ۱/ نظم مستورات ۱/ احمدی کامن ۱/ القول الصحیح فی تصدیق المسیح ۱/ " ۱/ فتح الدین ۴/ رعایتی ۳/ السر المکتوم ۵/ البرہان الصریح ۱/ - شہادت آسمانی حصہ اول و دوم ۷/ - جنگ مقدس ۸/ بیس پارے کے نوٹ عا/ لکچر مہر سنگھ ۱/ در ثمین اردو مجلد ۵/ غیر مجلد ۳/ - مباحثہ رام پوری ۲/ صحیفہ آصفیہ ۲/

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جیسے نمبر ڈاکٹر برمن کا عرق کافور ہے آدھ ۱۷/۴۸

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے۔ تو اس کے گھر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے۔ اور گھبرا کر یہی کہتی ہیں اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچ تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور لیکر گھر ڈال رکھتی ہو یہ اصلی عرق کافور چھبیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی اصول دوا ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک ایک شیشی سے چار تک ۵/۔

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتوں کی مانند رہتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا بدہضمی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوسری دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت منگا کر ملاحظہ کیجئے۔

صدائے اقبال ½

تجارت کا راز

ایصاحبان آپ پر روشن ہے کہ کمترین نے ایک اشتہار بدر میں بعنوان "تجارت کا راز" دیا تھا۔ فیس للعہ/ مقرر تھی اب اکثر احباب کے ارشاد کے بموجب فیس عا/ کر دی ہے تاکہ غریب سے غریب بھائی بھی مستفید ہو سکیں۔ شرائط حسب ذیل ہیں (۱) صابن امرتسری قسم اعلیٰ بدوں امداد آگ بجی جو نہ صرف پندرہ منٹ میں تیار کر نیکا علم فہم اردو میں بذریعہ وی پی مبلغ عا/ روانہ ہوگی (۲) پتہ صاف جواب کے لئے جوابی کارڈ ورنہ جواب سے جواب (۳) اگر میری روانہ کردہ ترکیب سے صابن امرتسری قسم اعلیٰ طیار نہ ہو تو حلفیہ پر تحریر پر فیس واپس دیجاویگی (۴) درخواست کنندہ کو حلفیہ اقرار کہ بدوں اجازت مینجر ترکیب کسی کو نہ بتائی جاوے گی۔ روانہ کرنا ضروری ہوگا۔

المشتہر - غلام محی الدین اقبال احمدی موضع جنڈ والی سب آفس (کھور ڑیا نوالہ تحصیل ضلع لائلپور)

مفرح یاقوتی

یاقوت - مرجان - مروارید - زعفران کستوری - عنبر - جدوار - ریگماہی فولاد - سونا ملاکر یہ مفرح بنی ہے۔ دل و دماغ اور روح کو تازہ کرتی ہے۔ اور انکو خاطر خواہ نشاط اور تفرح پہونچاتی ہے۔ اعضاے رئیسہ کو بدرجہ کمال تقویت حاصل ہوتی ہے۔ فی زمانہ بے اعتدالیوں کی وجہ سے جو نقص پیدا ہو رہے ہیں ان کے دور کرنے کے لئے نہایت درجہ کی مفید ہے قیمت فی ڈبیہ ۵ تولہ مفرح یاقوتی ہے چار روپے (للعہ/)

حکیم محمد حسین موجد مفرح یاقوتی مالک کارخانہ مرہم عیسٰی نولکھا لاہور

ایک ۱۲۵ سو پچیس برس کی جنتری

جسمیں از ابتدائے ۱۷۸۳ء لغایت ۱۹۰۷ء و ۱۱۹۷ھ لغایت ۱۳۲۵ھ و ۱۱۹۰ فصلی لغایت ۱۲۹۵ فصلی و سمت ۱۹۶۴ بکرمی مفصل تاریخیں ایک دوسرے کے مقابل اور مطابق اہل ملک کے فائدہ کے لئے جمع کر کے میاں معراج الدین عمر نے چھپوائی ہیں۔ مبلغ تین روپیہ پر یہ جنتری مفصلہ ذیل پتہ پر ملتی ہے۔ ساہوکاروں اور اہل مقدمات کے لئے ازحد مفید ہے۔

پتہ۔ میاں معراج الدین عمر - معراج منزل نولکھا لاہور

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ اکیسواں ۲۱

سورۃ السجدہ رکوع ۳

(پارہ ۲۱ رکوع ۱۶)

مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

ولقد اٰتینا موسی الکتاب۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقیناً موسیٰ علیہ السلام کا مثیل بنایا گیا ہے۔ چنانچہ ان آیات سے بھی تصدیق ہوتی ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

(۲) وشھد شاھد من بنی اسرائیل علی مثلہ فاٰمن واستکبرتم احقاف ع ۱ شاھد۔ انبیاء کی ذات ہوتی ہے۔

(۳) ان الھدی ھدی اللہ ان یؤتی احد مثل ما اوتیتم۔ آل عمران ع ۸ سیپارہ ۳ ع ۱۶ تورات کے استثناء باب ۵ ، آیت ۱۸ کے تین باب میں اسی مثلیت کا ذکر ہے فلا تکن فی مریۃ۔ اس کے معنے کئے گئے ہیں۔ کہ موسیٰ بچھے ملیں گے چنانچہ معراج میں ملاقات ہوئی۔ مگر میرے نزدیک یہ معنی نہیں نکلتے مطلب یہی ہے۔ کہ تم موسیٰ کے مثیل ہو۔ تمام پیشگوئی کے واقعات اپنے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔

جعلنا منھم ائمۃ۔ امام بننے کے لئے تین شرائط فرمائی ہیں۔

(۱) یھدون بامرنا۔ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کریں (۲) لما صبروا۔ اپنے آپ کو بدیوں سے بچانے کے لئے باہمت طعن وتشنیع سننے پر دلیرا ور خدا کی بتائی ہوئی بات پر مستقل رہتے ہیں۔

وکانوا بایاتنا یوقنون۔ اللہ تعالیٰ کی آیات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ چوتھی بات اس سے نکلتی ہے وہ یہ کہ وہ امام بننے کی خواہش نہیں رکھتے۔ اس کے منصوبوں میں رہتے ہیں۔

جعلنا منھم سے ظاہر ہے کہ اُمت محمدی میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ جو خدا سے الہام پاکر لوگوں کے ہادی وامام بنیں۔

ایسے لوگوں کی شناخت کے لئے ہمارے واسطے کوئی اتنی مشکل نہیں۔ کیونکہ پہلے اولیاء وانبیاء کے نمونے موجود ہیں۔ ان کے حالات ہم تک پہونچے ہیں اسی منہاج پر ان کو پرکھ لیا جائے۔ کہ کس طرح غریب آدمی ان کے سلسلے میں شامل ہوتے ہیں اور اخیر وہ ائمۃ الکفر پر غالب آتے ہیں اور ان کی تعلیم اصولی طور پر تمام اولیاء سابقین سے ملتی ہے جس طریق پر ایک راستباز کو مانا۔ اسی طریق پر دوسرے کو مان لیں۔ آخر انسان اپنی ماں کو بھی ولادت کے معاملہ میں صرف اسی کی شہادت پر راستباز یقین کرتا ہے۔

کم اھلکنا۔ ہدایت کا ذریعہ ایک یہ بھی ہے۔ کہ پچھلی قوموں کی حالت پر غور کیا جاوے۔ راستباز اپنے مخالفوں کے مقابل میں کامیاب ہوتا ہے اور شریر مفسد تباہ وہلاک ہوتے ہیں۔

فنخرج بہ زرعا۔ جس طرح پانی برسنے کے بعد کوئی روئیدگی کو اُگنے سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح اب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضل الٰہی کی بارش ہوئی ہے اس کا نتیجہ ضرور نکلیگا۔ یعنی ان کی جماعت بڑھے گی اور پھولے پھلیگی یہاں تک کہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

ویقولون متی ھذا الفتح۔ کفار اپنی زبان خوب سمجھتے تھے۔ وہ فنخرج بہ زرعا کی پیشگوئی کو خوب سمجھ گئے۔ اسی لئے سوال کیا کہ یہ فتح جس کی پیشگوئی کرتے ہو۔ کب ہوگی۔

یہاں سورہ السجدہ کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورۃ الاحزاب رکوع ۱

(پارہ ۲۱ رکوع ۷)

یکم اگست سنہ ۱۹۱۰ء

المنٰفقین۔ منافق کے نشان حدیث میں آئے ہیں۔ اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان واذا خاصم فجر۔

کان علیما حکیما۔ کفر ونفاق سے بچنے اور تقویٰ کے حصول کے لئے علاج بتاتا ہے۔ کہ اللہ کو علیم یقین کرتے رہے۔

ایک کہانی ہے کہ زلیخا نے یوسف سے ناجائز درخواست کرتے ہوئے اپنے

"بُت" پر کپڑا ڈال دیا۔ اور پوچھنے پر بتایا۔ کہ اس سے شرم آتی ہے۔

جب ایک پتھر سے شرم آنی ممکن ہے۔ تو کیا اس یقین سے کہ خدا علیم ہے۔ کسی بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے خدا سے شرم نہ آوے گی۔

حکیم کا کام ہے کہ خلاف پرہیز کام کرنے سے روکتا ہے پس جب اللہ کو حکیم مانیگا۔ تو ایسے کام نہیں کرے گا۔ جو حصول تقوی میں مانع ہوں۔

واتبع مایوحیٰ الیک۔ لاتطع میں ترک شر کا وعظ تھا اب نیکیوں کے اختیار کرنے کے لئے فرماتاہے۔ کہ اتبع مایوحیٰ کیونکہ انسان اپنے علم سے نہیں جانتا۔ کہ کون کون سی چیز میرے لئے بلحاظ انجام کے مضر یا مفید ہے۔

وکفی باللہ وکیلاً۔ کفی باللہ ہی کیوں کہا؟ ائمہ نے لکھا ہے۔ کہ دو جملے ہیں۔ اصل یوں ہے کفی اللہ۔ اکتف باللہ ایک جملہ کا اللہ اور دوسرے کا اکتف حذف کیا ہے۔

امہاتہم۔ ابھی فرما چکا ہے۔ کہ حقیقی ماں نہیں بنتی۔ پس یہ اعزاز واکرام کے رنگ میں ہے۔

مورخہ ۲۔ اگست سنہ ۱۰ء

(پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۸۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۲)

من فوقکم۔ شمالی جانب

من اسفل منکم۔ جنوب

الحناجر۔ تمہارے دل دھڑکتے تھے۔ اور اب معلوم ہوتا تھا۔ کہ گلے تک آگئے۔

فارجعوا۔ اپنے اپنے مذہبوں میں لوٹ جاؤ

الفتنۃ۔ کفر۔ شرک۔ خانہ جنگی۔ مسلمانوں کا قتل۔

مورخہ ۳۔ اگست سنہ ۱۰ء

(پارہ ۲۱ رکوع ۱۹۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۳)

لکم فی رسول اللہ۔ کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ جب انہیں بتایا جاوے

یہ کام یوں کرنا چاہیئے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کیا ہم بھی کوئی نبی ہیں یہ بالکل غلط راہ ہے۔ نبی کا نمونہ نہ اختیار کیا جاوے تو کسی فرعون یا ہامان کی پیروی کرنی چاہیئے۔

ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ۔ یہ وعدہ پ ۲۳ سورۃ ص رکوع ۱ میں ہے۔ جند ما ھنالک مھزوم من الاحزاب۔ جو بطور پیشگوئی مکہ میں فرمایا گیا۔ کہ مدینہ میں مختلف قومیں چڑھ کر آئینگی۔ اور شکست کھائینگی۔

المنٰفقین۔ عہد کی خلاف ورزی کرنے والے۔ عہد توڑنے کا نتیجہ نفاق ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم

وردّ اللہ الذین کفروا۔ ہوا تیز چلی۔ کفار کے رئیس کے خیمے کی آگ بجھ گئی۔ جسے اس نے منحوس قرار دیا۔ وہ ایسا گھبرایا۔ کہ اونٹ پر چڑھ کر دوڑا۔ وحشت کا یہ عالم تھا۔ کہ اونٹ کا گھٹنا کھولنا یاد نہ رہا۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر کافر بھاگتے گئے۔ یہ خدا کی طرف سے نصرۃ تھی۔

من اھل الکتاب۔ اصل بانی فساد قریظہ۔ انہوں نے نبی کریم کو حَکَم بنانا منظور نہ کیا۔ بلکہ ایک اور شخص کو منصف ٹھہرایا۔ اس نے حکم دیا۔ کہ جو لڑائی کے قابل ہیں۔ وہ سب قتل کر دیئے جاویں۔ ان مقتولوں کی تعداد اڑھائی سو سے نو سو تک بیان کی جاتی ہے۔

وارضًا لم تطئوھا۔ اور ملکوں کا بھی وارث کریگا۔ جن پر ابھی تمہارے قدم نہیں پہونچے۔

تمہید

پہلے رکوع میں خدا نے ذکر فرمایا ہے کہ بنو قریظہ نے قریش کو و دیگر فرقوں کو اکسایا اور نبی کریم پر چڑھا لائے۔ یہ بنو نضیر کی تحریک تھی۔ جو جلاوطن کئے گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے مالوں اور گھروں کے وارث نبی کریم اور صحابہ کرام قرار پائے اور اس قسم کی کئی اور فتوحات ہوئیں۔

ان تمام اموال کے قبضے میں آنے کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ازواج النبی کے دل میں خیال آجاوے۔ کہ اب ہماری حیثیت شاہی بیبیوں سی ہونی چاہیئے۔ اور اتنی مدت ہم نے فقر و فاقہ سے گذاری اب تو فراخی ہونی ضروری ہے۔ اس لئے ان کو اس رکوع میں سمجھایا گیا ہے۔ کہ اسی طرح فقر و فاقہ میں گذارہ کرنا ہو گا۔

یہاں اکیسویں پارے کے نوٹ ختم ہوئے